﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران: ۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 12 | جمعۃ المبارک 07/اکتوبر 2005ء | 03/رمضان المبارک 1426 ہجری قمری ❁ 07/اخاء 1384 ہجری شمسی | شمارہ 40

طریق تلاوت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

قرآن غم کے ساتھ اترا ہے اس لئے جب تم قرآن پڑھو تو گریہ وزاری کرو اور اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت بناؤ اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب حسن الصورت بالقرآن)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو عربی اور دینیات میں توغّل رکھتے ہوں اور دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو آج کل کے طرز مناظرات میں پکّے ہوں، علوم جدیدہ سے بھی واقف ہوں۔ وہ اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو پُرزور اور پُرشوکت الفاظ میں ظاہر کرسکیں۔

’’اسلام اس وقت یتیم ہوگیا ہے اور کوئی اس کا سرپرست نہیں اور خداتعالیٰ نے اس جماعت کو اختیار کیا اور پسند فرمایا کہ وہ اس کی سرپرست ہو اور وہ ہر طرح سے ثابت کر کے دکھائے کہ اسلام کی سچی غمگسار اور ہمدرد ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہی قوم ہوگی جو بعد میں آنے والوں کے لئے نمونہ ٹھہرے گی۔ اس کے ثمرات برکات آنے والوں کے لئے ہوں گے اور زمانہ پر محیط ہوجائیں گے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ یہ جماعت بڑھے گی لیکن وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے ان مدارج اور مراتب کو نہ پائیں گے جو اس وقت والوں کو ملیں گے۔ خداتعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ فرمایا کہ وہ اس جماعت کو بڑھائے اور وہ دینِ اسلام اور توحید کی اشاعت کا باعث بنے۔

مدرسہ کی سلسلہ جنبانی کی بھی اگر کوئی غرض ہے تو یہی ہے۔ اسی لئے مَیں نے کہا تھا کہ اس کے متعلق غور کیا جاوے کہ یہ مدرسہ اشاعتِ اسلام کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے لڑکے نکلیں جو دُنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کر خدمتِ دین کو اختیار کریں۔ ایسا ہی اس قبرستان کے ذریعہ بھی اشاعتِ اسلام کا ایک مستقل انتظام سوچا گیا ہے۔ مدرسہ کے متعلق میری رُوح ابھی فیصلہ نہیں کرسکی کہ کیا راہ اختیار کیا جاوے۔ ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو عربی اور دینیات میں توغّل رکھتے ہوں اور دوسری طرف ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے جو آج کل کے طرزِ مناظرات میں پکّے ہوں، علوم جدیدہ سے بھی واقف ہوں۔ کسی مجلس میں کوئی سوال پیش آجاوے تو جواب دے سکیں اور کبھی ضرورت کے وقت عیسائیوں سے یا کسی اَور مذہب والوں سے انہیں اسلام کی طرف سے مناظرہ کرنا پڑے تو ہتک کا باعث نہ ہوں بلکہ وہ اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو پُرزور اور پُرشوکت الفاظ میں ظاہر کرسکیں۔

میرے پاس اکثر ایسے خطوط آئے ہیں جن میں ظاہر کیا گیا تھا کہ آریوں سے گفتگو ہوئی یا عیسائیوں نے اعتراض کیا اور ہم جواب نہیں دے سکے۔ ایسے لوگ اسلام کی ہتک اور بے عزتی کا موجب ہوجاتے ہیں۔ اس زمانہ میں اسلام پر ہر رنگ اور ہر قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ مَیں نے ایک مرتبہ اس قسم کے اعتراضوں کا اندازہ کیا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ اسلام پر تین ہزار اعتراض مخالفوں کی طرف سے ہوا ہے۔ پس یہ کس قدر ضروری ہے کہ ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہو جو ان تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکے۔ آج کل مناظروں اور مباحثوں کی حالت اور بھی بُری ہوگئی ہے کہ اصول کو چھوڑ کر فروع میں جھگڑتے ہیں۔ حالانکہ اس اصل کو کبھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے کہ جب کسی سے گفتگو ہو تو وہ ہمیشہ اصول میں محدود ہو۔ لیکن یا وہ گو اس طریق کو پسند نہیں کرتے۔ وہ جہاں تک ان سے ہوسکتا ہے اس سے نکلتے ہیں اور فروعات میں آکر الجھ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ اس امر کی بھی پابندی نہیں کرتے کہ پہلے اپنے گھر کو دیکھ لیں کہ دوسرے مذاہب پر جو اعتراض کرتا ہوں وہ میرے گھر میں تو کسی تعلیم پر وارد نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کی غرض محض اعتراض کرنا ہوتا ہے، حق کو لینا نہیں ہوتا۔

ایک آریہ پر اگر نیوگ کا اعتراض کرو تو وہ قبل اِس کے کہ نیوگ کی حقیقت اور خوبی بیان کرے بلاسوچے سمجھے جھٹ اعتراض کردے گا کہ تم میں مُتعہ ہے۔ حالانکہ اوّل مُتعہ ہے ہی نہیں اور علاوہ بریں مُتعہ کی حقیقت تو اتنی ہے کہ وہ میعادی طلاق ہے۔ طلاق کو نیوگ سے کیا نسبت اور کیا تعلق؟ جو شخص محض حصولِ اولاد کے لئے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کرواتا ہے وہ طلاق پر اعتراض کرے تو تعجب نہیں تو کیا ہے؟ غرض اعتراض کرنے والوں کی یہ حالت ہے اور نہایت شوخی اور بیباکی کے ساتھ یہ سلسلہ جاری ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 619-618 جدید ایڈیشن)

◉◉◉◉◉◉◉◉◉◉◉◉

فرمودات خلفاء

صوم۔ محبت الٰہی کا بڑا نشان

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

❁: ’’روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے۔ اس سے پیشتر کے رکوع میں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی شخصی ضرورتوں میں جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے۔ اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے۔ آج کل تو دن چھوٹے ہیں۔ سردی کا موسم ہے اور ماہ رمضان بہت آسانی سے گزرا مگر گرمی میں جو روزے رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور جوانوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو بیوی کی (بیویوں کی) کس قدر ضرورت پیش آتی ہے۔ جب گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے، ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ گھر میں دودھ، برف، مزہ دار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ دار ان کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں کہ ان کو استعمال کرے۔ بھوک لگتی ہے، ہر ایک قسم کی نعمت زردہ، پلاؤ، قورمہ، فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارہ سے تیار ہوسکتے ہیں۔ مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں۔ شہوت کے زور سے پٹھّے پھٹے جاتے ہیں ...... بیوی بھی حسین، نوجوان اور صحیح القویٰ موجود ہے۔ مگر روزہ دار اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر جاؤں گا تو خداتعالیٰ ناراض ہوگا۔ اس کی عدولِ حکمی ہوگی۔ ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلّط پیدا کرلیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے وہ حسب تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیاء اس کو میسر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔

رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے۔ اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔

قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ﴾۔ روزہ تمہارے لئے اس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے۔ صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے، پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے‘‘۔

❁: ’’صوم ایک محبت الٰہی کا بڑا نشان ہے۔ روزہ دار آدمی کسی کی محبت میں سرشار ہو کر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اور بیوی کے تعلقات اس سے بھول جاتے ہیں۔ یہ روزہ اسی حالت کا اظہار ہے۔ یہ بھی غیراللہ کے لئے جائز نہیں‘‘۔

❁: ’’روزہ داری کا سرّ یہ ہے کہ سلیم الفطرت پیاس کے وقت گھر میں دودھ، بالائی، برف رکھتا ہے۔ کوئی اسے روکنے والا نہیں۔ بھوک کے وقت گھر میں انڈے، مرغیاں، پلاؤ موجود ہے اور کوئی روکنے والا نہیں۔ قوّت شہوانیہ موجود۔ گھر میں اَپسَرا دِلربا موجود۔ پھر اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ صرف الٰہی حکم کی پابندی سے وہ رکتا ہے۔ اس مشق سے وہ حرام کاری، حرامخوری سے کس قدر بچے گا‘‘۔ (حقائق الفرقان۔ جلد اول۔ صفحہ 303-301)

اداریہ

غیر محدود ترقی

قرآن مجید انسانی پیدائش کی غرض وغایت کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرماتا ہے ﴿وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن﴾ یعنی انسانی پیدائش کی اصل غرض اسی صورت میں ظاہر ہوسکتی ہے جب وہ عبادت یعنی قربِ الٰہی کے حصول کی کوشش میں اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور اس کی تمام خداداد طاقتیں اس نقطۂ مرکزی پر مرکوز رہیں کہ وہ خداشناسی وخدادانی کے لئے کوشاں ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ میں معرفت الٰہی کی گمشدہ کیفیت کو زندہ کرنے کے لئے مبعوث کئے گئے تھے عبادت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، اور کجی کو دور کرکے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔عرب کہتے ہیں مَوْرٌ مُعَبَّدٌ جیسے سرمہ کو باریک کرکے آنکھوں میں ڈالنے کے قابل بنالیتے ہیں اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر پتھر ناہمواری نہ رہے اور ایسی صاف ہو کہ گویا روح ہی روح ہو، اس کا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس میں شکل نظر آجاتی ہے اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع واقسام کے پھل پیدا ہوجاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر، پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ347)

مذکورہ بالا تعریف ایک ایسے عارف باللہ کی بیان فرمودہ ہے جس نے اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء مبارک کو سمجھتے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن رہنے کے تجربات پوری محبت وعقیدت اور پوری توجہ سے سرانجام دئے۔ اس لئے آپ کے فرمودات محض لفظی بیان نہیں بلکہ راہ سلوک کی وہ زندہ برکات ہیں جو آپ نے حاصل کیں اور جن کی طرف دنیا کو اپنے عمل اور نمونہ سے دعوت دی۔

اس تعریف کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ وسوسہ اور خیال خود بخود دُور ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادت کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ عبادت تو سراسر خود عابد کی بہتری، ترقی اور اس کی مخفی صلاحیتوں کو بیدار اور ظاہر کرنے کا نام ہے۔ جیسے جیسے ایک عابد عبادت میں ترقی کرتا جائے گا، اپنی خامیوں اور کوتاہیوں سے آگاہ ہوتے ہوئے یا راہِ سلوک میں پیش آنے والی مشکلات سے آگاہ ہوتے ہوئے ان مشکلات پر قابو پانے اور اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ کرنے سے قدم بہ قدم بہتری کی طرف بڑھتا چلا جائے گا۔ ایسا خوش قسمت انسان جب کسی شیطانی وسوسہ کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے اس سے بچنے میں کامیاب ہوجاتا اور شیطانی وسوسے اور بدی کی بجائے اس کے مقابل پر کسی نیکی کو حاصل کرتا ہے تو اس نے صرف خدا کے قرب میں ایک قدم ترقی ہی نہیں کی بلکہ اس نے اپنی بہتری کے لئے ایک اور قدم رکھ لیا ہے جو اسے حوصلہ بخشتا ہے کہ وہ اسی طریق پر آگے بڑھتے ہوئے خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت سے اور کامیابی سے حصہ لے ۔شیطان کو اس کی تمام کوششوں اور وسوسہ اندازیوں میں ناکام کرے۔ اور یہ سلسلہ ایسا ہے جس میں مختلف مقامات تو ضرور آئیں گے مگر آخری منزل کبھی نہیں آئے گی اور جس طرح ایک پہاڑ پر چڑھنے والا ہر چڑھائی کے بعد آگے ایک اور چڑھائی اور چوٹی کو دیکھتا ہے اسی طرح منازل سلوک پر گامزن مسافر بھی آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ چڑھائی کا چڑھنے والا تو اپنی جسمانی طاقت خرچ کرنے کی وجہ سے اپنی تکان اور کوفت میں اضافہ کررہا ہوتا ہے جبکہ راہ خدا کا مسافر ہر قدم پر شیطان کی ناکامی اور خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے جلووں کو دیکھ کر اور زیادہ انشراح اور خوشی سے آگے بڑھتا اور ہر قدم پر اپنے حوصلوں اور صلاحیتوں میں اضافہ پاتا ہے۔

اسی طرح پہاڑی پر چڑھنے والا تو بالآخر ایک آخری منزل پر پہنچ جاتا ہے مگر راہِ سلوک کا خوش قسمت مسافر جیسے جیسے آگے بڑھتا ہے اس کی منزل زیادہ وسیع، زیادہ بلند وارفع ہوتی چلی جاتی ہے۔ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن﴾ میں بھی یہی پیغام ملتا ہے کہ عاشق صادق تقویٰ کے ابتدائی مقام سے قرآنی رہنمائی میں ترقی کرتے ہوئے جب تقویٰ کے بلند مقام پر فائز ہونے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو بھی اسے قرآنی رہنمائی میں اپنی مزید کامیابیوں اور رفعتوں کے نئے نئے افق نظر آتے ہیں اور اس کا یہ بابرکت سفر ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ عبادات کے مواقع، عبادات میں شغف، عبادات کا ذوق و شوق اس غیر محدود ترقی کے سفر پر چلتے رہنا ممکن بناتا ہے۔ اسی لئے حضورؐ نے یہ دعا سکھائی ہے: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ۔اے خدا میری مدد فرما کہ مَیں تیرا ذکر وشکر کرسکوں اور عمدگی سے عبادت بجا لانے کی توفیق پاؤں۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ تُو عبادت کرتا رہ جب تک کہ تجھے یقین کامل کا مرتبہ حاصل نہ ہو اور تمام حجاب اور ظلماتی پردے دور ہوکر یہ سمجھ میں نہ آجاوے کہ اب مَیں وہ نہیں ہوں جو پہلے تھا۔ بلکہ اب تو نیا ملک، نئ زمین، نیا آسمان ہے اور مَیں بھی کوئی نئ مخلوق ہوں۔ یہ حیات ثانی وہی ہے جس کو صوفی بقاء کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جب انسان اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی روح کا اس میں نفخ ہوتا ہے۔ ملائکہ کا اس پر نزول ہوتا ہے......‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 368-369)

(عبدالباسط شاہدؔ)

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

رمضان المبارک عبادات اور نیکیوں میں آگے قدم بڑھانے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔

یہ صدی خلافت جاریہ کے دوام کا ہے اشاریہ

نہ ترا خدا کوئی اور ہے نہ مرا خدا کوئی اور ہے
یہ جو قسمتیں ہیں جدا جدا ، یہ معاملہ کوئی اور ہے
کوئی آسماں سے نہ آئے گا ، کوئی خاکداں سے نہ آئے گا
جسے آنا تھا وہ تو آ چکا ، جو چلا گیا کوئی اور ہے
وہ صلیب سے جو اتر گیا تو اسے پناہ میں لے لیا
کسی اور کا تھا وہ پیشرو ، مرا پیشوا کوئی اور ہے
ہوا مل کے خاک میں خاک سا تو پہاڑی خطبہ پڑھے گا کیا
جو ہے ہم نوائے محمدیؐ ، وہ سخن سرا کوئی اور ہے
وہ پیام بھیجا جو پیاروں تک ، وہ گیا جہاں کے کناروں تک
جہاں چپ ہوئے سبھی رفتگاں ، وہاں لب کشا کوئی اور ہے
یہ صدی خلافت جاریہ کے دوام کا ہے اشاریہ
نئے دوستوں کو نوید ہو کہ یہ سلسلہ کوئی اور ہے
ہے صدا خلیفۂ وقت کی کہ شگفتہ تر گل احمدی
میں غلام اس کے غلام کا ، مرا دلربا کوئی اور ہے
یہ جو راہ حق کی ہیں دعوتیں ، نئ ہو رہی ہیں جو بیعتیں
یہ خلافتوں کی بہار ہے ، یہ رخ ہوا کئ اور ہے
میں کہوں یہ مولا کی آل سے ، میں کہوں یہ روح بلال سے
نہیں اذن جس کو اذان کا ، وہ ستم زدہ کوئی اور ہے
ترا جبر ہے مرا صبر ہے ، تری موت ہے مری زندگی
مرے درجہ وار شہید ہیں ، مری کربلا کوئی اور ہے
کئ لوگ تھے جو بچھڑ گئے ، کئ نقش تھے جو بگڑ گئے
کئ شہر تھے جو اجڑ گئے ، ابھی ظلم کیا کوئی اور ہے
تمہی قاتلوں کے گواہ تھے ، تمہی شاہ و میر و سپاہ تھے
مگر آج دیکھ لو وقت نے ، کِیا فیصلہ کوئی اور ہے
وہ جو اہل دہر ہیں بے خبر ، کریں کاش وہ بھی ادھر نظر
جہاں امن بھی ہے سکون بھی ، وہ رہ خدا کوئی اور ہے
نہ تھا جس کو خانۂ خاک یاد ، ہُوا نذرِ آتش و ابر و باد
کہ ہر ایک دن سے الگ ہے دن جو حساب کا کوئی اور ہے
ہمیں دیکھتا تھا دکھا ہوا تو کوئی مذاق اڑاتا تھا
یہ ہمارے صبر کا اجر ہے کہ دکھا ہوا کوئی اور ہے
ہوئے خاک دُھول تو پھر کُھلا ، یہی بامراد ہے قافلہ
وہ کہاں گئے جنہیں زعم تھا کہ رہِ وفا کوئی اور ہے
یہ ہے ربط اصل سے اصل کا ، نہیں ختم سلسلہ وصل کا
جو گرا ہے شاخ سے گُل کہیں تو وہیں کِھلا کوئی اور ہے
وہ عجیب منظرِ خواب تھا کہ وجود تھا نہ سراب تھا
کبھی یوں لگا نہیں کوئی اور ، کبھی یوں لگا کوئی اور ہے
کسی اور کی نہیں جستجو کہ مرا امام ہے روبرو
کہو ایسا حسن و جمال قدرت ثانیہ کوئی اور ہے
کوئی ہے تو سامنے لائیے ، کوئی ہے تو شکل دکھائیے
ظفرؔ آپ خود ہی بتائیے ، مرے یار سا کوئی اور ہے

(صابر ظفر)

رمضان کو اپنی زندگیوں میں داخل کرلیں

از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
17/جون 1983ء۔بمقام مسجد اقصیٰ۔ربوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 17/جون 1983 کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں خطبہ جمعہ میں رمضان المبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک سے متعلق فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کی رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

ماہ رمضان میں جنت کے دروازوں کے کھولے جانے اور شیطانوں کے جکڑے جانے سے مراد

سوال یہ ہے کہ خواہ وہ آسمان کے دروازے ہوں یا جنت کے دروازے ہوں ان دروازوں سے کیا مراد ہے اور جو دروازے بند کئے جاتے ہیں وہ جہنم کے کون سے دروازے ہیں؟ اور کس قسم کی زنجیریں ہیں جن میں شیطان کو جکڑا جاتا ہے؟ اور کیا اس سے ایک عمومی کیفیت مراد ہے یا کوئی خاص معانی ہیں جو بعض حالات میں محدود ہیں اور ان کو ساری دنیا پر عمومی حالت میں چسپاں نہیں کیا جاسکتا؟

جہاں تک رمضان کے مہینہ کا تعلق ہے یہ تو بظاہر مومنوں پر بھی آتا ہے اور کافروں پر بھی آتا ہے۔ خدا کے منکرین پر بھی آتا ہے اور خدا کے ماننے والوں پر بھی آتا ہے۔ نیک اور پاک عمل کرنے والوں پر بھی آتا ہے اور فسق و فجور میں مبتلا رہنے والوں پر بھی آتا ہے۔ اس لئے ایک بات تو قطعی ہے کہ اس کے عمومی معنے درست نہیں کیونکہ جہاں تک رمضان کے مہینہ کا تعلق ہے اس مہینہ میں دنیا کی بھاری اکثریت پہلے کی طرح فسق و فجور میں مبتلا رہتی ہے اور رمضان کی قطعاً پرواہ نہیں کرتی۔ پس یہ کہنا کہ اس مہینہ میں شیطان جکڑا جاتا ہے یا رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور غضب کے دروازے بند ہوتے ہیں یہ دراصل حدیث کے مفہوم کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

آنحضور ﷺ نے جب یہ فرمایا: ’’اِذَا دَخَلَ شَھْرُ رَمَضَان‘‘ (سنن نسائی باب فضل شهر رمضان) کہ جب شہر رمضان داخل ہو جاتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ بالعموم ساری دنیا پر برکتیں نازل ہوتی ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ وہاں وہاں برکتیں لے کر آتا ہے جہاں جہاں وہ داخل ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ انتہائی فصیح و بلیغ انسان تھے۔ آپؐ کی زبان مبارک میں ایسی فصاحت و بلاغت تھی کہ کتاب اللہ کے بعد کبھی کسی انسان نے کسی دوسرے انسان سے ایسی فصاحت و بلاغت نہیں دیکھی۔ چنانچہ اس حدیث کے آغاز ہی میں آنحضور ﷺ نے اس کو سمجھنے کی چابی رکھ دی۔ آپؐ نے فرمایا اِذَا دَخَلَ شَھْرُ رَمَضَان کہ جب جب اور جہاں جہاں ماہ رمضان داخل ہوگا وہاں وہاں یہ کیفیات پیدا کرے گا اور مراد یہ ہے کہ رمضان جب اپنی پوری شرائط کے ساتھ کہیں داخل ہوگا تو انسان کے لئے برکتوں کا موجب بنے گا۔ ورنہ عملاً رمضان کوئی ایسی چیز تو نہیں ہے جو شہروں میں داخل ہو جائے یا ملکوں میں داخل ہو جائے یہ تو انسان کے وجود میں داخل ہوتا ہے۔ **مراد یہ ہے کہ جس انسان کے وجود میں رمضان کا مہینہ داخل ہو جائے گا** اس کے جہان میں نیک تبدیلیاں پیدا ہو جائیں گی۔ اس کے زمین و آسمان میں تبدیلیاں پیدا ہو جائیں گی یعنی جہاں تک انسان کا تعلق ہے وہ انسان جو اپنے آپ کو رمضان کے تابع کر دے تو گویا رمضان المبارک اپنی ساری برکتوں کے ساتھ اس انسان میں داخل ہو گیا۔ اس طرح ایسے انسان کے جہان میں جو بھی جنت کے دروازے ہیں وہ سارے کھل جائیں گے اور جہنم کے جتنے دروازے ہیں وہ بند کر دیئے جائیں گے۔ یعنی اللہ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے اور اس کا شیطان زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔ یہ ہے اس حدیث کا اصل مفہوم۔ چنانچہ اس پہلو سے جب ہم مزید غور کرتے ہیں تو یہ جاننا مشکل نہیں رہتا کہ وہ دروازے کون سے ہیں۔

دروازوں سے مراد

جہاں تک انسان کی ذات کا تعلق ہے انسان کے پانچ حواس تو وہ ہیں جن کو حواس خمسہ کہتے ہیں یعنی سونگھنے کی طاقت، سننے کی طاقت، دیکھنے کی طاقت، چکھنے کی طاقت اور لمس یعنی چھونے کی طاقت اور اس کے علاوہ دو قسم کے اور رستے ہیں جو انسان کو داخل ہونے کے لئے یا نکلنے کے لئے یعنی دخول اور خروج کے لئے دیئے گئے ہیں۔ انسان کو بعض قسم کے ایسے رستے عطا ہوئے ہیں جن کے اندر دونوں طاقتیں ہیں۔ ان کے اندر چیز داخل بھی ہوسکتی ہے اور خارج بھی ہوسکتی ہے۔ انسانی زندگی میں ان کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ پس ان دروازوں کو بھی شامل کرلیا جائے تو انسانی جہان کے سات دروازے بنتے ہیں (اور سات آسمانوں کے گویا سات دروازے ہیں)۔ یہ رمضان المبارک کی برکت ہے اور عبادت کا ایسا ایک ہی طریق ہے جو ان ساتوں دروازوں پر پہرے بٹھا دیتا ہے اس کے علاوہ ایک بھی ایسی عبادت آپ سوچ نہیں سکتے جو انسان کے ان قویٰ پر اور ان رستوں پر کامل طور پر حاوی ہو جائے۔

پس آنحضرت ﷺ کے کلام سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ **جب کسی مومن کی زندگی میں رمضان داخل ہو جاتا ہے تو وہ سات قوتوں کے رستے جو اس کو جنت کی طرف بھی لے جاسکتے ہیں اور جہنم کی طرف بھی لے جاسکتے ہیں وہ ساتوں رستے جنت کی طرف لے جانے کے لئے وقف ہو جاتے ہیں۔** وہ ساتوں رستے آسمانوں کے دروازے بن جاتے ہیں۔ گویا تنزل کی بجائے رفعتوں کی طرف لے جانے کے لئے ممد اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ شیطان ان سات رستوں سے ہی انسان پر حملے کرتا ہے۔ فرمایا **ایسے مومن کا شیطان جکڑا جاتا ہے اور کوئی راہ نہیں پاتا کیونکہ ان ساتوں رستوں پر اللہ کی رضا کے پہرے بیٹھے ہوتے ہیں۔** ان ساتوں رستوں پر خدا کے فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے۔ شیطان بالکل بے بس اور عاجز آجاتا ہے۔ گویا روزہ ایک ایسی کامل عبادت ہے کہ جس کے نتیجہ میں شیطان کے لئے انسانی نفس میں داخل ہونے کے لئے کوئی بھی راہ باقی نہیں رہتی۔

پس اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنی ان سات قوتوں کو یا ذرائع کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے تو گویا آسمان سے اس کے لئے سات دروازے کھولے جاتے ہیں۔ سات کا عدد ایک Symbolic یعنی علامت ہے اور اظہار کا ایک طریق ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ انسان جو اپنی ساری قوتوں کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی ساری طاقتیں اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیتی ہیں۔ ایسے شخص پر جب خدا کے فضل سے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں تو وہ یہ سات نہیں رہتے بلکہ بے شمار دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے مومن کا کام یہ ہے کہ رمضان کی برکت کے نتیجہ میں اپنے وجود میں جب رمضان کو داخل کر لے تو اپنا سب کچھ خدا کے لئے کھول دے اور شیطان کے لئے بند کر دے۔ ایسی صورت میں ابواب رحمت یعنی اللہ کے فضلوں کے دروازے کھل جاتے ہیں جو سات کے مقابل پر (عدداً بطور کامل عدد کے بے شک کہہ دیں لیکن) عملاً بے انتہا ہیں، ان کی گنتی نہیں ہوسکتی، ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔ گویا جب مومن اپنا جہان خدا کے حضور پیش کر دیتا ہے تو اللہ کا جہان ہر طرف اس پر رحمتیں برسانے لگتا ہے۔ یہ ہے آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کا مطلب جو آنحضور ﷺ نے رمضان کی برکات سے ہمیں آگاہ کرنے کے لئے ارشاد فرمائی ہے۔

پس یہ احمدیوں کے لئے بہت ہی مبارک مہینہ ہے اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ اپنے ساتوں رستے اللہ کی رضا کے تابع کر کے اپنے سارے قویٰ خدا کی مرضی کے لئے اس طرح وقف کر دے کہ شیطان کو ان میں سے کسی پر دخل نہ رہے۔ یہ ایک مہینہ کی ایک ایسی مسلسل ریاضت ہے جس کے نتیجہ میں انسان جب رمضان سے باہر نکلے گا تو ایک بالکل مختلف کیفیت کے ساتھ، بالکل مختلف شخصیت لے کر باہر نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا ایک مہینہ اس ریاضت میں رکھے گا یہاں تک کہ وہ کوئی رستہ ایسا نہیں رہنے دے گا جس کے ذریعہ شیطان نفس میں داخل ہوسکتا ہو۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے بعد انسان پھر یہ سارے دروازے شیطان پر کھول دے اور اللہ پر بند کر دے۔ اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ انسان یہ سمجھ لے کہ رمضان عارضی نیکیاں لے کر آتا ہے اور پھر اپنے ساتھ ہی نیکیوں کو سمیٹ کر واپس لے جاتا ہے۔ ایسے رمضان کا کیا فائدہ جو نعمتیں دے کر واپس چھین لے اور دکھ دور کرنے کے بعد پھر عائد کر دے۔ اس سے پہلے جس انسان نے نعمتیں دیکھی نہیں تھیں اس کو ان نعمتوں کی عادت ڈال کر پھر واپس لے جائے۔ وہ شخص جو مصیبتوں کا عادی ہو چکا تھا، دنیا کے مصائب کے چنگل میں پھنسا ہوا کسی نہ کسی طرح سسک سسک کر گزارہ کر رہا تھا، رمضان آیا اور ان مصیبتوں سے اسے نجات دلائی اور تمام نفسانی بندھنوں سے اسے آزاد کیا اور جاتی دفعہ پھر وہ بندھن دوبارہ ڈال گیا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ دکھوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ جس نے آزادی نہ دیکھی ہو اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو اس کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی۔ جتنی ایک دفعہ آزادی ملنے کے بعد پھر اس کو دوبارہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے سے ہوتی ہے۔ ظاہر ہے ایک شخص جو نعمتوں سے محروم ہوتا ہے اور کسی نہ کسی طرح گزارہ کر رہا ہوتا ہے اگر اس کو نعمتیں عطا کر دی جائیں اور پھر اس سے چھین لی جائیں تو اس سے اس کو زیادہ دکھ پہنچتا ہے۔ وہ کہتا ہے تمہیں کس نے کہا تھا کہ مجھے نعمتیں عطا کرو اور میں ان کی عادت ڈالوں جن کے بغیر مجھ سے رہا نہ جائے۔ پہلے تو جس طرح بھی ہوسکتا تھا گزارہ چل رہا تھا۔

پس رمضان المبارک کے بارہ میں یہ تصور بڑا ہی بھیانک اور بڑا ہی جاہلانہ ہے کہ ایک طرف تو ایسا مبارک مہینہ انسان کی زندگی میں داخل ہو کر انسان کی ساری طاقتوں پر فرشتوں کے پہرے بٹھا دے اور شیطان کے لئے ساری راہیں بند کر دے اور اپنے رب کے لئے اور اللہ کے فرشتوں کے لئے ساری راہیں کھول دے اور دوسری طرف جب یہ مہینہ جائے تو اس حالت میں جائے کہ فرشتوں کی بجائے ہر راہ پر شیطان کے پہرے بیٹھے ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ کا داخلہ بند ہو اور شیطان کے لئے کھل کھیلنے کا موقع ہو اور یہ حالت اس ایک مہینہ کے بدلہ پھر گیارہ مہینے تک جاری رہے۔ یہ بڑے نقصان کا سودا ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی ہرگز یہ مراد نہیں۔ رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ اس مہینے کی عبادتوں کو استقلال بخشیں۔ اس مہینہ میں جو کچھ برکتیں پائی ہیں انکو دوام عطا کریں۔ جن مصیبتوں سے نجات پائی ہے پھر دوبارہ ان بندھنوں میں نہ جکڑے جائیں۔ ان گندگیوں کی طرف پھر منہ نہ کریں جن گندگیوں سے رمضان شریف نے آپ کو نجات دلائی۔

اس ضمن میں ایک اور بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ رمضان ہمارے لئے ایک بہت بڑی اور خاص نعمت بن کر آیا ہے کیونکہ یہ وہ دور ہے جس میں احمدیت کے دشمنوں نے اپنے غیظ و غضب کے سارے دروازے ہماری طرف کھول دیئے ہیں۔ یہ وہ دور ہے جن میں احمدیت کے معاندین ایک پرامن ملک میں کھلے بندوں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ احمدیوں کے خلیفہ کو بھی قتل کر دو اور ذلیل و رسوا کر کے ٹکڑے اڑا کر پھینک دو اور اس جماعت کا ایک فرد بھی زندہ باقی نہ رہنے دو، اس ملک میں خون کی ندیاں بہا دو یہاں تک کہ ایک احمدی بھی دیکھنے کو نہ ملے۔ یہ تعلیم کھلم کھلا دی جا رہی ہے۔

اس موقع پر رمضان المبارک ہمارے لئے اللہ کی

رحمتوں کے دروازے کھولنے کے لئے آیا ہے۔ رمضان ہمارے لئے یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ پہلے بھی خدا دعائیں سنا کرتا تھا لیکن اب تو اور بھی تمہارے قریب آ گیا ہے وہ تم پر رحمت کے ساتھ جھک رہا ہے۔ دعائیں سننے کے سارے دروازے کھل چکے ہیں۔ تمہاری ہر آہ و پکار آسمان تک پہنچے گی۔ کوئی ایسی آواز نہیں ہو گی جو تمہارے دل سے اٹھے اور اللہ کے عرش کو ہلا نہ رہی ہو۔

رمضان شریف۔ رحمتوں کا مہینہ

پس رمضان شریف رحمتوں کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اگر خدا کی نافرمانی کے دروازے کھولے جا رہے ہیں تو اللہ کی فرمانبرداری کے دروازے آپ کو امن کی دعوت دیتے ہوئے وا ہو رہے ہیں اور آپ کو اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ مخالفت کے ہر موقع پر جماعت کو انتہائی صبر کا نمونہ دکھانا چاہئے۔ ساری دنیا میں ایک بھی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہئے، خواہ وہ بچہ ہو یا بڑا ہو، مرد ہو یا عورت ہو جو بے صبری کا ایک معمولی سا بھی مظاہرہ کرے۔

دنیا میں قوموں نے پہلے بھی قربانیاں دی ہیں اور خدا کے نام پر تو قربانی دینا الٰہی قوموں کے مقدر میں لکھا ہوا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ ذلیل ذلیل قومیں جو خدا کے تصور سے بھی نا آشنا ہیں بلکہ خدا کی ہستی کے خلاف علم بغاوت بلند کرتی ہیں وہ ادنیٰ پیغامات کے لئے بڑی بڑی قربانیوں سے دریغ نہیں کرتیں۔ ہم اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے، اللہ کے نام اور اس کی عظمت کی خاطر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے وابستہ رہنے کے لئے بدرجہ اولیٰ قربانیاں دیں گے اس لئے اگر ہم میں سے ہر ایک کاٹا جائے اور پھینکا جائے تو اس کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ پس اگر اسلام کی زندگی ہماری ظاہری موت کا تقاضا کرتی ہے تو اے اللہ! ہم مرنے کے لئے حاضر ہیں۔ ہمیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔

دیکھو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دنیا میں ایسی دہریہ قومیں بھی موجود ہیں جنہوں نے دہریت کے لئے قربانیاں دیں۔ پچھلی جنگ عظیم میں روس نے جو قربانی دی ہے وہ بڑی حیرت انگیز ہے۔ روس کا ایک کروڑ سپاہی میدان جنگ میں مارا گیا اور ایک کروڑ غیر سپاہی اس جنگ میں کام آیا۔ پس اگر دنیا والے دنیا کی خاطر ایک کروڑ سپاہی میدان جنگ میں کٹوا سکتے ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں کے لئے ایک کروڑ جانیں فدا کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ بڑے ہی غلط فہمی کا شکار ہیں وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ڈرا کر ہمیں غلبہ اسلام کی مہم سے ہٹا دیں گے۔ وہ نہیں جانتے کہ ہم کس سرشت کے لوگ ہیں، کس خمیر سے ہماری مٹی اٹھائی گئی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے ہمارا خمیر گوندھا گیا ہے اللہ کی محبت اور اس کی اطاعت ہمارے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی ہے اس لئے دنیا کا کوئی خوف ہمیں ڈرا نہیں سکتا۔ ایک کروڑ احمدی خدا کے نام پر مرنے کیلئے تیار ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ایک کروڑ احمدیوں کو دشمنی سے مار دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کروڑہا کروڑ ایسے بندے پیدا کر دے گا جو احمدیت کی طرف منسوب ہونے میں فخر سمجھیں گے اور احمدیت کے لئے مزید قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوں گے اس لئے یہ سودا نقصان کا سودا نہیں ہے۔

مگر میں آپ کو یہ بتا دیتا ہوں کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر مرنے کے لئے تیار ہو جایا کرتے ہیں اللہ ان کو مرنے نہیں دیا کرتا۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔ وہ قومیں جو اپنے اندر قربانی کی روح پیدا کر لیتی ہیں وہ زندہ رکھی جاتی ہیں اور ہمیشہ کی زندگی پانے والی قومیں بن جاتی ہیں۔ ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے اور یہی ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

پس یہ رمضان المبارک بہت برکتوں والا مہینہ ہے، بہت بروقت آیا ہے۔ ایک طرف مخالف خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل رہے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیاری آواز ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ جس کی زندگی میں یہ مہینہ داخل ہو جائے گا اللہ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولتا چلا جائے گا۔ **پس اس مہینہ کو اپنی زندگی میں داخل کر لیں خود اس مہینہ میں داخل ہو جائیں کیونکہ اس سے بہتر امن کی اور کوئی جگہ نہیں۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

یہی وہ مضمون ہے کہ عدو جب شور و فغاں میں بڑھ گیا تو ہمیں اپنے پیارے رب کے حضور پناہ ملی اور جس طرح بچہ خوفزدہ ہو کر ماں کی گود میں گھستا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ماں اس کو چاروں طرف سے لپیٹ لیتی ہے اور کوئی وار ایسا نہیں ہو سکتا جو ماں پر پڑے بغیر بچے پر پڑ جائے، ویسا ہی نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں:

عدو جب بڑھ گیا شورو فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

ہم تو اپنے یار نہاں میں چھپے بیٹھے ہیں۔ اے لوگو! اب کس پر وار کرو گے۔ کوئی وار نہیں ہے جو اللہ پر پڑے بغیر مجھ تک پہنچے اور کوئی وار نہیں ہے جو اللہ پر پڑ سکے اس لئے جس کو خدا کی پناہ حاصل ہو اس کے لئے خوف کا کون سا مقام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے کلام کو سمجھیں تو حقیقت یہ ہے کہ ہر دنیاوی خوف سے آپ آزاد ہو جائیں گے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے ہر مشکل کا علاج اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور ہر آگ کو ٹھنڈا کرنے کا نسخہ عشق الٰہی کی آگ ہے اور عشق الٰہی کی یہ آگ رمضان میں خوب بھڑکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس مہینہ کا ''رمضان'' نام ہی اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی تپش پائی جاتی ہے۔ اللہ کی محبت جولانی دکھاتی ہے ایک خاص گرمی کی لپٹیں اس سے آتی ہیں اس لئے یہ بہت ہی مبارک مہینہ ہے۔

(الحکم جلد نمبر ۵ نمبر ۲۷ مؤرخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ زیر آیت شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن)

ہمیں سنبھالنے اور پناہ دینے کے لئے عین وقت پر آیا ہے اس لئے بہت دعائیں کریں اور خاص طور پر اپنے رب سے اس کی محبت مانگیں، اللہ کی رضا تلاش کریں اس سے التجا کریں کہ اے خدا! ہم تیری رضا پر راضی ہیں۔ جو بھی تیری رضا ہے ہمارے لئے ٹھیک ہے لیکن ہم بہرحال تیری پناہ میں آتے ہیں۔ ہمیں لپیٹ لے۔ ہمیں چھپا لے، ہماری کمزوریوں سے پردہ پوشی فرما، ہماری غفلتوں کو دور فرما دے اور ہماری پناہ بن جا، ہمارے لئے قلعہ بن جا جس کے چاروں طرف تو ہی تو ہو اور دشمن ہم تک نہ پہنچ سکے جب تک تجھ پر حملہ آور ہو کر نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر یہ ہو جائے تو ہم نے گویا اپنی زندگی کا مقصد پا لیا۔ جس کو خدا مل جائے اس کو پھر اور کیا چاہئے۔ پھر تو وہ بے اختیار یہ کہے گا:

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِماً
عَلیٰ اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

میں تو اپنے رب کو پا چکا ہوں اب اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو مجھے کیا پرواہ ہے کہ میں قتل ہونے کے بعد کس کروٹ گروں گا۔

وَذٰلِک فِی ذَاتِ الْاِلٰهِ وَ اِنْ یَّشَا
یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

(بخاری کتاب المغازی باب فضل من شھد بدرًا)

خدا کی قسم میرا یہ مرنا اور میرا قتل ہونا محض اللہ کی خاطر ہوگا اور اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے پر رحمتیں نازل فرما سکتا ہے۔ پس جس قوم کو ایسی خوش نصیبی عطا ہو۔ جس کو ایسی ہمیشہ کی فلاح کی راہ مل جائے اس قوم کے لئے خوف و ہراس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور رضا کی چادر میں ہمیں ڈھانپ لے۔ آمین

(خطبات طاہر۔ جلد دوم۔ صفحہ 331-338)

◉◉◉◉◉◉

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ آسٹریلیا
از صفحہ نمبر9

نجم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ نے اختتامی کلمات کہے۔ اور دعا کروائی جس کے ساتھ ہی یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد مجلس شوریٰ کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔

چوتھا اجلاس:

مورخہ ۲۷ مارچ ۲۰۰۵ء کو محترم موسیٰ بن مصران صاحب کی صدارت میں یہ اجلاس تقریباً صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس میں خاص طور پر غیر از جماعت احباب کو مدعو کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس اجلاس میں ۳۲ غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔ جن میں آنریبل لوئس مارکوس ممبر پارلیمنٹ آسٹریلیا، مس مارگریٹ پائیپر Chairperson Refugee Council of Australia نے بھی شرکت کی۔

اس اجلاس کی کاروائی تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوئی جو کہ مکرم رانا اعجاز احمد صاحب نے کی۔ جبکہ نظم مکرم شفیق احمد صاحب نے پیش کی حضرت مسیحِ موعودؑ کے منظوم پاکیزہ کلام کا انگریزی ترجمہ مکرم ڈاکٹر عمر شہاب خان نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم چوہدری خالد سیف اللہ صاحب نے Co.Existence Of Religion And Secularism کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم احسان الحق علوی صاحب نے ''Truth About Jihad'' کے عنوان پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم ظہور رسول بٹ صاحب نے Woman In Islam کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر میں ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا Ahmadiyya Community ,Services To Humanity اس اجلاس کی تمام تقاریر انگریزی میں تھیں۔ ان مقررین کے علاوہ چند مہمانوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جن میں آنرایبل لوئس مارکوس فیڈرل ایم پی اور مارگریٹ پائیپر Chair Person Refugee Council of Australia نے حاضرین سے خطاب کیا اور جماعت کی خدمات کو سراہا۔ اس کے بعد معزز مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ اس کے بعد نمازِ ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

اختتامی اجلاس:

مورخہ ۲۷ مارچ ۲۰۰۵ء کو تقریباً سہ پہر تین بجے جلسہ سالانہ آسٹریلیا کا اختتامی اجلاس محترم مولانا محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم مرزا مظفر احمد صاحب کی تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ بعدہ خاکسار ثاقب محمود عاطف نے حضرت مسیحِ موعودؑ کا منظوم پاکیزہ کلام پیش کیا۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے حاضرین جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب کا آغاز سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۰ سے فرمایا۔ آپ نے آسٹریلیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آسٹریلیا ایک انصاف پسند ملک ہے اور یہ ملک تعلیم اور ٹریننگ کے بہترین مواقع مہیا کرتا ہے اور اگر کسی کے پاس ذریعہ آمدن نہ ہو تو پھر گورنمنٹ کی طرف سے مدد بھی ملتی ہے۔ مختصر یہ کہ ویلفیئر کا یہ سسٹم بہت مددگار ہے تاہم یہ ہم پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد کرتا ہے کہ اگر یہ سسٹم ہمارے لئے اچھا ثابت ہو رہا ہے تو ہمیں بھی چاہئے کہ اس کے بدلہ میں ہم بھی کچھ واپس کریں۔

محترم امیر صاحب نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا جیسا کہ آسٹریلیا میں جماعت بڑھ رہی ہے اسی لحاظ سے ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں آپ نے فرمایا کہ ہماری جماعت اللہ کے فضل سے دوسروں سے بہت بہتر ہے۔ ''پرہیز علاج سے بہتر ہے'' کے مصداق ہم اسلامی تعلیمات کو اپنا کر اپنے بہت سارے جھگڑوں کو ختم کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر کئی جھگڑے جن کے پیچھے مالی معاملات ہوتے ہیں اس طرح سے ختم ہو سکتے ہیں کہ انسان لالچ نہ کرے اور لین دین کے یا مالی معاملات لکھ لئے جائیں جو کہ قرآنِ کریم کی تعلیمات کے عین مطابق ہے تا کہ بعد میں کسی قسم کی بدمزگی نہ ہو۔

محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ دوسری قسم کے جھگڑے زبان کے غلط استعمال سے ہوتے ہیں۔ لہذا ہمیں اس بات کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہم اپنی زبان سے کیا بات نکالتے ہیں۔ اس کے علاوہ غیبت اور تجسس سے بھی بکلی اجتناب کرنا چاہئے۔ محترم امیر صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس خواہش کا ذکر کرتے ہوئے کہ جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یو کے ۲۰۰۴ء کے موقع پر وصیت کے بارہ میں فرمائی تھی، احبابِ جماعت کو بڑھ چڑھ کر نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی تلقین فرمائی۔ اس کے علاوہ محترم امیر صاحب نے احبابِ جماعت کو تبلیغ جیسے اہم فریضہ کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کی جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر بھیجا تھا، اس کی یاددہانی کروائی۔ اور فرمایا کہ اب اس پیغام کی روشنی میں ہر چھوٹا بڑا دعوتِ الی اللہ میں جوش و خروش سے حصہ لے۔

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو اور اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے اپنے اپنے گھروں کو لے جائے۔ (آمین) آخر میں محترم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا کا یہ ۲۱ واں جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ (الحمد للہ علی ذالک)۔

❋❋❋❋❋

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کا فرض ہے کہ تقویٰ کے حصول کے لئے عبادت کرے اور تقویٰ کے حصول کے لئے ہی قرآن کریم پڑھے اور پڑھائے، قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والا بنے۔

ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر کیا روحانی تبدیلی ہم میں پیدا ہوئی ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 16/ستمبر 2005ء (16/تبوک 1384 ہجری شمسی) بمقام گوتھن برگ (سویڈن)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِيْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

(البقرہ:۲۲)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیکنڈے نیوین ممالک کا (جو مجھے بتایا گیا ہے اس کے مطابق) پہلا جلسہ ہے جو، دنیا کے لئے بھی بتا دوں کہ اکٹھا ایک جگہ تینوں ممالک کا یعنی ڈنمارک، سویڈن اور ناروے کا مشترکہ ہو رہا ہے۔ تینوں ممالک سے آپ لوگ یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان جلسوں کے قیام کا ایک بہت بڑا مقصد افراد جماعت کے تقویٰ کے معیار کو بلند کرنا اور اپنے ماننے والوں کو ایک خدا کی حقیقی پہچان کروا کر ان کو اس کے سامنے جھکنے والا، اس کی عبادت کرنے والا اور اس کے حکموں پر عمل کرنے والا بنانا تھا۔ اور آپؑ نے اپنی آمد کے مقاصد میں سے سب سے بڑا مقصد یہی بیان فرمایا ہے جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔:

’’خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا مَیں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں‘‘۔

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد ہر احمدی کا یہی مقصد ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچے چلے جانے کی کوشش کرتا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچے جانے کے لئے یا اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے لئے جو کوشش ہے اس میں ایک تو اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اس کی عبادت کرنا ہے، جس کا قرآن کریم میں بڑا واضح ذکر ہے یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں۔ یہ عبادات ہیں۔ اور پھر دوسرے احکامات ہیں جو معاشرے کو حسین بنانے اور آخر کار اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے حقیقی عبد بنانے والے احکامات ہیں۔

تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سب کچھ یعنی بندے کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکانا اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والا بنانا، اس نور کی وجہ سے ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے۔

پس آج اس زمانے میں خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے اگر کسی کو نظر آ سکتے ہیں تو وہ احمدی کو نظر آ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ رہنے کا عہد کیا ہے۔ کیونکہ اس نے یہ عہد کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جس حکم اور عدل نے آنا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا تھا اس کو ماننے کے بعد اس کے ہر حکم کو سچے دل سے ماننے والے بنیں گے۔ یہ ہر احمدی کا عہد ہے، یہ عہد ہے اور یہ عہد ہونا چاہئے۔ اگر آج ہر احمدی اس سوچ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر عمل نہیں کر رہا تو وہ آپؑ کے لائے ہوئے نور سے بھی حصہ نہیں پا رہا اور وہ خدا تعالیٰ کے احکامات پر بھی عمل نہیں کر رہا اور اسی طرح اس کا عبادت گزار بھی نہیں ہے۔ پھر تو صرف منہ کی باتیں ہیں کہ ہم احمدی ہیں جبکہ عمل اس سے مختلف ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نئی شریعت تو لے کر نہیں آئے تھے۔ آپؑ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے طور پر آپؐ کی لائی ہوئی شریعت یعنی قرآن کریم کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے آئے تھے۔ آپ تو دنیا کو اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنانے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں لیکن اگر ایک احمدی ہونے کا دعویٰ کرنے والا ان باتوں پر عمل کرنے والا نہیں ہے تو وہ کبھی بھی اس نور سے منور نہیں ہو سکتا، وہ کبھی بھی اس روشنی سے حصہ نہیں پا سکتا جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔

پس ہر احمدی کو، ہر اس شخص کو جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے منسوب کرتا ہے، ہر اس شخص کو جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق عبادت گزار بندہ بھی بننا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے جو دوسرے احکامات ہیں ان پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ آج ان باتوں کو کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح بیان فرما دیا ہے کہ اس میں کوئی ابہام نہیں رہا۔ آپؑ نے اپنی جماعت کو خصوصاً اور دنیا کو عموماً بڑے درد سے ایک خدا کی طرف آنے، اس کی عبادت کرنے، اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کی بارہا نصیحت فرمائی ہے۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے، ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے، اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو‘‘۔

(کشتئ نوح۔روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۲۱)

پس ہر احمدی کا جو پہلا مقصد ہونا چاہئے وہ اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنا ہے۔ اور اس کے لئے سب سے بنیادی چیز اس کی عبادت ہے۔ جو آیت میں نے شروع میں تلاوت کی ہے، ترجمہ بھی آپ نے سن لیا ہے، اس میں خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔ اور بڑے واضح الفاظ میں یہ بتا کر نصیحت فرمائی ہے کہ وہ خدا ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، وہ تمہارا رب ہے، اس نے پیدا کرنے کے بعد تمہارے لئے سامان بھی میسر فرمائے ہیں۔ اس نے تم سے پہلوں کو بھی پیدا کیا تھا، ان کی بھی پرورش کی تھی۔ پس اس احسان پر کہ تمہیں اس نے پیدا کیا، شکر گزاری کے طور پر تمہیں چاہئے کہ اس کی عبادت کرو، اور یہ عبادت بھی تمہیں تقویٰ میں بڑھائے گی اور جب تقویٰ میں بڑھو گے تو خدا کا مزید قرب حاصل کرنے والے بنو گے اور اس کے فضلوں کے وارث بنو گے۔ کیونکہ تم اپنے اس رب کی عبادت کر رہے ہو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمام مخلوق کو بھی پیدا کیا ہے۔ وہ خدا رب العالمین ہے، تمام عالم کو پیدا کرنے والا ہے، تو جو خدا اس کائنات کی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اس سے دور جا کر تم کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہو، کس طرح زندگیاں گزار سکتے ہو۔ اگر تم حقیقت میں اس کے سامنے جھکنے والے بنو گے تو وہ علاوہ تمہیں تقویٰ میں بڑھانے کے اپنا قرب حاصل کرنے والا بنانے کے، تمہیں رزق بھی ایسے ایسے ذریعوں سے دے گا جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق:3) اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا۔ اللہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ نکال دے گا۔ اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اس کو رزق آنے کا خیال بھی نہیں ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے تقویٰ

ضروری ہے تا کہ پیار حاصل کرنے کے بعد یہ نعمتیں ملیں۔ اور تقویٰ حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں بتایا جیسا کہ پہلے بھی واضح ہو گیا کہ مَیں ہی تمہارا رب ہوں، تمہیں رزق بھی دیتا ہوں، تمہیں پالنے کے سامان بھی پیدا کرتا ہوں۔ اور تمہاری ضروریات بھی پوری کرتا ہوں۔ اور تمام کائنات کا پیدا کرنے والا بھی ہوں۔ یہ تمام کائنات جو ہے میرے ایک اشارے پر حرکت کرنے والی ہے۔ ذرا سا اس کائنات کا بیلنس(Balance) خراب ہو جائے تو تباہی و بربادی آ جائے۔ پس فرمایا کہ میری عبادت کرو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو یعنی یہ بتانے کے لئے کہ اپنے ربّ کی عبادت کرو، اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ: ’’اے لوگو! اس خدا کی پرستش کرو جس نے تم کو پیدا کیا‘‘۔

پھر فرمایا: ’’عبادت کے لائق وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا‘‘۔ یعنی زندہ رہنے والا وہی ہے، اسی سے دل لگاؤ۔

فرمایا: ’’پس ایمانداری تو یہی ہے کہ خدا سے خاص تعلق رکھا جائے اور دوسری سب چیزوں کو اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھا جائے اور جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بت پرستی ہے‘‘۔ فرمایا کہ: ’’بت پرستی کے یہی تو معنی نہیں کہ ہندوؤں کی طرح بت لے کر بیٹھ جائے اور اس کے آگے سجدہ کرے۔ حد سے زیادہ پیار و محبت بھی عبادت ہی ہوتی ہے‘‘۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’جب انتہا درجہ تک کسی کا وجود ضروری سمجھا جاتا ہے تو وہ معبود ہو جاتا ہے اور یہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا وجود ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔ کسی انسان یا اور مخلوق کے لئے ایسا نہیں کہہ سکتے‘‘۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ البقرۃ۔آیت ۲۲۔۲۳)

پس کسی سے بھی ضرورت سے زیادہ محبت یا اپنے کسی کام میں بھی ضرورت سے زیادہ غرق ہونا اس حد تک Involve ہو جانا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہوش ہی نہ رہے، یہ شرک ہے۔ کاروباری آدمی ہے یا ملازمت پیشہ ہے۔ اگر نمازوں کو بھول کر ہر وقت صرف اپنے کام کی، پیسہ کمانے کی فکر ہی رہے تو یہ بھی شرک ہے۔ نوجوان اگر کمپیوٹر یا دوسری کھیلوں وغیرہ یا مصروفیات میں لگے ہوئے ہیں جس سے وہ اللہ کی عبادت کو بھول رہے ہیں تو یہ بھی شرک ہے۔ پھر گھروں میں بعض ظاہری شرک بھی غیر محسوس طریقے سے چل رہے ہوتے ہیں، اس کا احساس نہیں ہوتا۔ ایک طرف تو احمدی کہلاتے ہیں گو یہ بہت کم احمدی گھروں میں ہے جبکہ دوسرے لوگوں میں بہت زیادہ ہے لیکن پھر بھی ایک آدھے گھر میں بھی کیوں ہو۔ ایسے گھروں میں بعض دفعہ ایسی فلمیں دیکھ رہے ہوتے ہیں جن میں گند اور غلاظت کے علاوہ دیویوں اور دیوتاؤں کی پوجا کو دکھایا جا رہا ہوتا ہے۔ پھر ان مورتیوں کو جو پوجنے والے ہیں یہ لوگ اپنے گھروں میں ان چیزوں کو رکھتے ہیں، شیلفوں میں سجا کر رکھا ہوتا ہے یا بعض خاص جگہ پر رکھا ہوتا ہے۔ تو ڈراموں میں دیکھ دیکھ کر، ان کے دیکھا دیکھی بعض اپنے گھروں میں بھی ان مورتیوں کو سجا لیتے ہیں۔ بازار میں ملنے لگ گئی ہیں کہ سجاوٹ کر رہے ہیں۔ اپنے گھروں میں ڈرائنگ رومز وغیرہ میں شیلفوں میں رکھ لیتے ہیں۔ تو پھر ان فلموں کو دیکھنے کی وجہ سے آہستہ آہستہ یہ احساس ختم ہو جاتا ہے۔ ان مورتیوں کو گھروں میں رکھنے کی وجہ سے، چاہے سجاوٹ کے طور پر ہی ہوں، احساس مر جاتا ہے۔ اور اگر کسی گھر میں عبادتوں میں سستی ہے، نمازوں میں سستی ہے تو ایسے گھروں میں پھر بڑی تیزی سے گراوٹ کے سامان پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو نہ صرف ان لغویات سے پرہیز کرنا ہے بلکہ اپنی عبادتوں کے معیار کو بھی اوپر لے کر جانا ہے۔ ہم ہر نماز میں ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ کی دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یا تیری ہی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں کہ ہمیں عبادت کرنے والا بنا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہے یقیناً اس کو ہر قسم کے شرک سے پاک ہونا چاہئے۔ پس اس لحاظ سے بھی ہر احمدی کو اپنے دل کو ٹٹولنا چاہئے کہ ایک طرف تو ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بننے کی خدا تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں دوسری طرف دنیا داری کی طرف ہماری نظر اس طرح ہے کہ ہم اپنی نمازیں تو چھوڑ دیتے ہیں لیکن اپنے کام کا حرج نہیں ہونے دیتے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ میں رازق ہوں اور اپنی عبادت کرنے والوں کے لئے رزق کے راستے کھولتا ہوں۔ لیکن ہم منہ سے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے، حق ہے لیکن ہمارے عمل اس کے الٹ چل رہے ہیں۔

اُس وقت جب ایک طرف نماز بلا رہی ہو اور دوسری طرف دنیا کا لالچ ہو، مالی منفعت نظر آ رہی ہو تو ہم میں سے بعض رالیں ٹپکاتے ہوئے مال کی طرف دوڑتے ہیں۔ اس وقت یہ دعوے کھوکھلے ہوں گے کہ ہم ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ پس جماعت کے ہر طبقے، عورت، مرد، بچے، بوڑھے، جوان، ہر ایک کو اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر کیا روحانی تبدیلی ہم میں پیدا ہوئی ہے۔ کیا ہماری عبادتوں کے معیار بڑھے ہیں یا وہیں کھڑے ہیں یا گر رہے ہیں، کہیں کمی تو نہیں آ رہی۔ جب ہر کوئی خود اس نظر سے اپنے جائزے لے گا تو انشاء اللہ عبادتوں کے معیار میں یقیناً بہتری پیدا ہو گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’غرض کہ ہر آن اور پل میں اس کی طرف رجوع کی ضرورت ہے اور مومن کا گزارا تو ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کا دھیان ہر وقت اس کی طرف لگا نہ رہے۔ اگر کوئی ان باتوں پر غور نہیں کرتا اور ایک دینی نظر سے ان کو وقعت نہیں دیتا تو وہ اپنے دنیوی معاملات پر ہی نظر ڈال کر دیکھے کہ کیا خدا کی تائید اور فضل کے سوا کوئی کام اس کا چل سکتا ہے؟ اور کوئی منفعت دنیا کی وہ حاصل کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ دین ہو یا دنیا ہر ایک امر میں اسے خدا کی ذات کی بڑی ضرورت ہے اور ہر وقت اس کی طرف احتیاج لگی ہوئی ہے۔ جو اس کا منکر ہے سخت غلطی پر ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے کہ تم اس کی طرف میلان رکھو یا نہ۔ وہ فرماتا ہے کہ ﴿قُلْ مَایَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَاؤُکُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت :78) کہ اگر اس کی طرف رجوع رکھو گے تو تمہارا ہی اس میں فائدہ ہو گا۔ انسان جس قدر اپنے وجود کو مفید اور کارآمد ثابت کرے گا اسی قدر اس کے انعامات کو حاصل کرے گا‘‘۔

فرمایا: ’’دیکھو کوئی بیل کسی زمیندار کا کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو مگر جب وہ اس کے کسی کام بھی نہ آوے گا، نہ گاڑی میں جُتے گا، نہ زراعت کرے گا، نہ کنوئیں میں لگے گا تو آخر سوائے ذبح کے اور کسی کام نہ آوے گا‘‘۔

یہاں کے پلے بڑھوں کو شاید تصور نہ ہو، یہاں یہ پرانی چیزیں شاید میوزیم میں پڑی ہوں۔ ہمارے پاکستان ہندوستان وغیرہ میں بیل ابھی بھی پالے جاتے ہیں اور ان کو بڑی توجہ سے پالا جاتا ہے کاشتکاری کے لئے جس سے ہل چلایا جاتا ہے۔ ٹریکٹر اور مشینری وغیرہ تو بہت سے لوگوں کے پاس بہت کم ہے۔ تو فرمایا کہ جب ان کاموں کے لئے بیل پالا جائے گا اگر وہ کام کے قابل نہیں رہا تو سوائے ذبح کرنے کے اور کچھ نہیں ہو گا اور ’’ایک نہ ایک دن مالک اسے قصاب کے حوالے کر دے گا۔ ایسا ہی جو انسان خدا کی راہ میں مفید ثابت نہ ہو گا تو خدا اس کی حفاظت کا ہرگز ذمہ دار نہ ہو گا‘‘۔

فرمایا: ’’ایک پھل اور سایہ دار درخت کی طرح اپنے وجود کو بنانا چاہئے تا کہ مالک بھی خبر گیری کرتا رہے‘‘۔ ایسا درخت بناؤ جس کو پھل لگتے ہوں جس سے سایہ ملتا ہو۔ جس کا کوئی فائدہ ہو۔ اور تبھی تو اس کو پالنے والا اس کی خبر گیری کرے گا۔ ’’لیکن اگر اس درخت کی مانند ہو گا کہ جو نہ پھل لاتا ہے اور نہ پتے رکھتا ہے کہ لوگ سایہ میں آ بیٹھیں تو سوائے اس کے کہ کاٹا جاوے اور آگ میں ڈالا جاوے اور کس کام آ سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ ﴿مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: 57)۔ جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنا لوں، فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جاوے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن تک مہلت دے کر واپس بلا لے اور کیا سلوک کیا جاوے۔ انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے اس کے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاوے گا۔ اگر یہ درد اس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے‘‘۔ جو دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس کا ہی درد ہے ’’تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جاوے گا۔ خدا تعالیٰ مہلت اس لئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اس کے حلم سے خود ہی فائدہ نہ اٹھاوے تو اسے وہ کیا کرے۔ پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے۔ سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجا لاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آوے گی۔ اس لئے دل کا رجوع تام اس کی طرف ہونا ضروری ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۲۱۔۲۲۲۔جدید ایڈیشن)

پس انسان کی پیدائش کا یہ مقصد ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور یہ سب ہماری اپنی بہتری کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو ہماری عبادتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے تو ایک مقصد ہمیں بتایا ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرو گے تو میرا قرب پاؤ گے ورنہ شیطان کی گود میں گر جاؤ گے۔ اور جو شیطان کی گود میں گر جائے وہ نہ صرف خدا تعالیٰ سے دور چلا جاتا ہے بلکہ کسی نہ کسی رنگ میں معاشرے میں فساد پھیلانے کا بھی باعث بنتا ہے۔ پس اللہ کی عبادت بندوں کے فائدے کے لئے ہے ورنہ جیسا کہ حضرت

لیڈیز کپڑے کی مکمل کولیکشن

اب آپ سے صرف ایک Click دور!

انٹرنیٹ سے ابھی چوائس کریں اور پوری دنیا میں گھر بیٹھے ڈلیوری پائیں

www.woostyles.co.uk

Terms and Conditions applied

مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قُلْ مَایَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَاؤُکُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت :78) یعنی ان کو بتادو کہ میرا رب اس کی کیا پرواہ رکھتا ہے اگر تم دعا نہ کرو، اس کی عبادت نہ کرو، اس سے اس کا فضل نہ چاہو۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت کرنے کا یہ حکم بھی تمہارے ہی فائدے کے لئے دیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک نظارہ دکھایا گیا کہ بہت ساری بھیڑیں ہیں جو ایک لائن میں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں اور آواز آتی ہے ﴿قُلْ مَایَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَاؤُکُمْ﴾ (سورۃ الفرقان آیت :78) اور پھر ساتھ ہی یہ کہا گیا کہ تم کیا ہو، گونہہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہونا۔ اللہ تعالیٰ کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔

پس یہ رؤیا بھی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ یہ نظارہ بھی جو ہے یہ ہم احمدیوں کو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننے کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہے کہ دوسرے لوگ جو اللہ کی عبادت نہیں کرتے تو اللہ کو ان کی پرواہ ہی کیا ہے۔ کوئی ان کی پرواہ نہیں۔ لیکن تم لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ زمانے کے امام کو ہم نے مانا ہے تم تو اپنی عبادتوں سے غافل نہ ہو۔ تم تو اس نور اور روشنی سے حصہ حاصل کرنے کی کوشش کرو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لے کر آئے ہیں۔ اگر تم نے بھی عبادتوں میں کمزوریاں دکھائیں تو اس نور سے بھی حصہ نہیں ملے گا اور خدا سے بھی دور ہو گے اور جو خدا سے دور ہو اللہ کو اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی۔

پس ہمیں چاہئے کہ ہم وہ بے فائدہ بھیڑیں نہ بنیں کہ جن کی خدا کو کچھ بھی پرواہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان مقربوں میں شامل ہونے کی کوشش کریں جن کے آنکھ، کان، ہاتھ، اور پاؤں خدا تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ جن کی خاطر خدا تعالیٰ لڑتا ہے۔ جن کو اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے۔ ہمارا ہر فعل ایسا ہو جو خدا کی رضا حاصل کرنے والا ہو۔ اس کے لئے جیسا کہ پہلے بتایا ہے محنت کی بھی ضرورت ہے، کوشش کر کے عبادتیں کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص ہو کر اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اس کا فضل مانگتے ہوئے عبادتوں کی طرف توجہ کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے، فرمائے گا انشاء اللہ۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا شرط یہ ہے کہ خالص ہو کر اس کی عبادت کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ: ’’اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری، کنکر پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۴۷ جدید ایڈیشن)

پس ہمیں چاہئے کہ ہر قسم کے کنکر، پتھر کو دل میں سے نکال دیں اور خدا کا سچا عبادت گزار بنیں۔ جب انسان اس طرح کوشش سے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھتا ہے تو پھر اللہ اس سے زیادہ بڑھ کر اسے اپنے آغوش میں لے لیتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اپنے بندوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو مَیں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو مَیں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ میری طرف بالشت بھر بڑھتا ہے تو مَیں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں۔ اور جو میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے میں اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں۔ اور اگر وہ میری طرف چلتے ہوئے آتا ہے تو مَیں دوڑتے ہوئے اس کی طرف جاتا ہوں۔

(بخاری کتاب التوحید ۔باب قول اللہ تعالیٰ و یحذرکم اللہ ..)

پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس سے وہ عمل سرزد ہوں اور وہ عبادتیں عمل میں آئیں جو اللہ کی رضا حاصل کرنے والی ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے آنے کا مقصد ایک خدا کی پہچان اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کروانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جن حکموں پہ ہم نے عمل کرنا ہے ان کا علم کس طرح ہو؟ وہ ہمیں قرآن کریم سے ملتا ہے۔ اس کو غور سے پڑھنے اور سمجھنے سے اس کا علم حاصل ہوگا۔

پس اس طرف بھی ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ (البقرۃ) ۔یہ وہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں، ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ پس جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اپنے ربّ کی عبادت کرو تو تقویٰ میں بڑھو گے۔ اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے قرآن کریم جو خدا کا کلام ہے اس کو بھی پڑھنا ضروری ہے، اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ پس تقویٰ اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک قرآن کریم کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا زندگیوں کا حصہ نہ بنالیا جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اللہ جلشانہ نے قرآن کریم کے نزول کی علت غائی ﴿هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ قرار دی ہے۔‘‘ یعنی اس کا مقصد متقیوں کے لئے ہدایت ہے ’’اور قرآن کریم سے رشد ہدایت اور فیض حاصل کرنے والے بالتخصیص متقیوں کو ہی ٹھہرایا ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۳۹)

یعنی خاص طور پر جو تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں گے وہی قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کریں گے۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی کوئی قوم قرآن کریم پڑھنے کے لئے اور ایک دوسرے کو پڑھانے کے لئے خدا تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھی ہوتی ہے تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کے گرد حلقے بنا لیتے ہیں۔

(سنن ابی دائود ۔کتاب الوتر باب فی ثواب قرأۃ القرآن)

پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے، اپنے بچوں کو پڑھائیں، انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔ اور یاد رکھیں کہ جب تک ان چیزوں پہ عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک بچوں پہ اثر نہیں ہوگا۔ اس لئے فجر کی نماز کے لئے بھی اٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کے لئے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں، انہیں بھی پڑھائیں۔ جو چھوٹے بچے ہیں ان کو بھی پڑھایا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قرآن کریم پڑھنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے، کس طرح پڑھنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف پڑھو اور اس کے غرائب پر عمل کرو۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

غرائب سے مراد اس کے وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور وہ احکام ہیں جن کو کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ جب قرآن کریم اس طرح ہر گھر میں پڑھا جارہا ہوگا، غور ہو رہا ہوگا، ہر حکم جس کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اس پر عمل ہو رہا ہوگا اور ہر وہ بات جس کے نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس سے بچ رہے ہوں گے، اس سے رک رہے ہوں گے تو ایک پاک معاشرہ بھی قائم کر رہے ہوں گے۔ عبادتوں کے معیاروں کے ساتھ ساتھ آپ کے اخلاق کے معیار بھی بلند ہو رہے ہوں گے۔ آپس کی رنجشیں دور کرنے کی بھی کوشش ہو رہی ہوگی۔ جھوٹی اناؤں اور عزتوں سے بھی بچ رہے ہوں گے۔ تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بھی آپ کوشش کر رہے ہوں گے۔ اگر ایک شخص بظاہر نمازیں پڑھنے والا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو قرآن کریم میں احکامات دیئے ہیں ان پر عمل نہیں کر رہا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسے نمازیوں کی نمازوں کو ان کے منہ پر مارتا ہے۔ یہی نمازیں ہیں جو نمازیوں کے لئے لعنت بن جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے بھی ان عبادتوں کا ذکر کیا ہے جو تقویٰ میں بڑھاتی ہیں۔ اور تقویٰ بڑھتا ہے ان احکامات پر عمل کرنے سے جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں۔ جن کی تعداد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانچ سو یا سات سو بتائی ہے۔ اور آپؑ نے فرمایا کہ جو ان حکموں پر عمل نہیں کرتا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس یہ ہوشیاری یا چالاکی کسی کام نہیں آئے گی۔ بعض لوگوں کو اپنی علمیت پہ بڑا ناز ہوتا ہے اور دوسروں کے علم کا استہزاء کر رہے ہوتے ہیں۔ یا کسی اور بات کا بڑا فخر ہے اس پر استہزاء ہو رہا ہوتا ہے مذاق اڑا رہے ہوتے ہیں۔ تو چاہے وہ قرآن کریم کا علم ہو یا کوئی اور علم ہو کیونکہ یہ علم جو ہے یہ تقویٰ سے عاری ہوتا ہے اس لئے اس علم کی بھی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں جو اس نے حاصل کیا ہے۔ بے فائدہ علم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ان احکامات پر عمل کرو۔ اگر صرف پڑھ لیا

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

دوسروں کو بتا دیا اور خود عمل نہ کیا تو ایسے لوگوں کو قرآن ہدایت نہیں دیتا۔ ہدایت بھی تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے اور عبادت کرنے کا بھی اس لئے حکم دیا تا کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ تقویٰ کے حصول کے لئے عبادت کرے اور تقویٰ کے حصول کے لئے ہی قرآن کریم پڑھے اور پڑھائے، قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والا بنے۔

اب مثلاً قرآن کریم کا ایک حکم آپس میں محبت اور پیار کی فضا پیدا کرنا ہے اور دوسروں کو اچھی بات کہنا ہے، نرمی اور پیار سے بات کرنا ہے۔ چبھتی ہوئی اور کڑوی بات نہ کرنے کا حکم ہے جس سے دوسروں کے جذبات کو تکلیف ہو۔ جیسا کہ فرمایا ہے ﴿قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ یعنی لوگوں سے نرمی اور پیار سے بات کیا کرو۔ ایسے طریقے سے جن سے کسی کے جذبات کو تکلیف نہ پہنچے۔ معاشرے میں اکثر جھگڑے زبان کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ اس عضو کو سنبھال لو تو جہنم سے بچ جاؤ گے۔ یہ بھی جہنم میں لے جانے کا ایک ذریعہ ہے۔ بعض لوگ بڑے نرم انداز میں باتیں کر دیتے ہیں جو کسی کی برائی ظاہر کر دے۔ یا بڑے آرام سے نرم الفاظ میں کوئی چبھتی ہوئی بات کر دی۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو بڑے آرام سے بات کی تھی۔ دوسرا شخص ہی بھڑک گیا ہے۔ اس کو پتہ نہیں کیا تکلیف ہوئی۔ تو یہ چالاکیاں بھی کسی کے سامنے کہو گے تو شاید دنیا کے فیصلہ کرنے والوں کی نظر سے تو بچا لیں گی، لیکن اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے اس کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

پس ایک احمدی کو باریکی میں جا کر اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر آپ یہ کر لیں گے تو ان ملکوں میں بھی اور دنیا میں ہر جگہ جہاں احمدیوں کے چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہوتے ہیں، رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، دلوں میں بغض اور کینے پلتے بڑھتے ہیں ان کی اصلاح ہو جائے گی۔ پس اپنی اصلاح کے لئے قرآن کریم کو غور سے پڑھیں اور اس کے احکامات کو زندگیوں کا حصہ بنائیں ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انذار کے نیچے بھی آ سکتے ہیں۔

ایک روایت ہے حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوفناک چیز کا ذکر کر کے فرمایا کہ ایسا اس وقت ہوگا جب دین کا علم مٹ جائے گا۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! علم کیوں کر مٹ جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھ رہے ہیں اور اپنی اولاد کو پڑھا رہے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنی اولاد کو پڑھاتے رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفرین ہے زیاد! مَیں تمہیں مدینہ کا انتہائی سمجھدار آدمی سمجھتا تھا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہود و نصاریٰ انجیل کی کتنی تلاوت کرتے ہیں مگر ان کی تعلیمات پر کچھ بھی عمل نہیں کرتے۔ (سنن ابن ماجہ)

پس اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے دین کا علم دوبارہ قائم ہوا ہے۔ یہ روشنی اور نور ہمیں دوبارہ ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نور اور روشنی دوبارہ میسر فرمائی ہے۔ اگر اپنے آپ کو بدلیں گے نہیں تو صرف قرآن کریم پڑھنا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور پھر ایسے لوگوں سے جو عمل نہیں کرتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیزاری کا اظہار فرمایا ہے کہ مجھ سے تمہارا کوئی حصہ نہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ کاٹے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’اصل یہی ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سکھایا ہے جب تک مسلمان قرآن کریم کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔‘‘ اور آج دیکھ لیں کہ ان کا یہی حال ہے ہر جگہ سے ماریں پڑ رہی ہیں۔ ان کے ملکوں میں آ کر غیر ان کو مار رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ پابندی نہیں ہے۔ فرمایا کہ: ’’جس قدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد ۴۔ صفحہ ۳۷۹۔ جدید ایڈیشن)

پس ہر احمدی اپنے جائزے لے، غور کرے، گھروں میں اپنے بیوی بچوں کے جائزے لے۔ مائیں بچوں کو شروع سے ہی اس کی اہمیت سے آگاہ کریں۔ ہر روز کی تلاوت کے بعد جائزہ لینا چاہئے کہ اس میں بیان کردہ جو حکم ہیں، اوامر اور نواہی ہیں کرنے اور نہ کرنے کی باتیں ہیں۔ ہم کس حد تک ان پر عمل کر رہے ہیں۔ تبھی ہم اپنی اصلاح کی کوشش کر سکتے ہیں۔ پس دعا کے ساتھ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ’’یہ میری نصیحت ہے جس کو میں ساری نصائح کا مغز سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کے تیس سپارے ہیں۔ اور سب کے سب نصائح سے لبریز ہیں لیکن ہر شخص نہیں جانتا کہ ان میں سے وہ نصیحت کون سی ہے جس پر اگر مضبوط ہو جاویں اور اس پر پورا عملدرآمد کریں تو قرآن کریم کے سارے احکام پر چلنے اور اس کی ساری منہیات سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ مگر مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلید اور قوت دعا ہے‘‘۔ یعنی اس کی چابی اور طاقت دعا ہے۔ ’’دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں یقین رکھتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات کو آسان کر دے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد نمبر ۷ صفحہ ۱۹۳۔۱۹۴)

اللہ کرے کہ ہم جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے منسوب کرتے ہیں۔ آپؑ کی خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بھی بن جائیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔ قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے والے بھی ہوں۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے والے بھی ہوں اور جہاں ہماری سمجھ میں اور ہمارے عمل میں روک پیدا ہو وہاں خدا کے آگے جھکیں اس کے حقیقی عابد بنتے ہوئے اس سے راہنمائی چاہیں۔ اس سے عرض کریں کہ اے خدا تو نے ہی کہا ہے کہ خالص ہو کر میرے آگے جھکو تو میں راہنمائی کروں گا اور ہدایت دوں گا۔ ہم ہدایت کے طلبگار ہیں۔ جب اس طرح دعائیں ہوں گی تو یقیناً اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

یہ جلسے کے دن جن میں خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک روحانی ماحول میسر فرمایا ہے ان میں اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی بڑھائیں۔ حقیقی تقویٰ کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش کریں، فہم حاصل کرنے کی کوشش کریں، سمجھنے کی کوشش کریں۔ ان جلسے کے دنوں میں مختلف موضوعات پر تقاریر ہوں گی۔ جن کا محور تو وہی ایک ہوتا ہے کہ تقویٰ۔ ان سے بھی فائدہ اٹھائیں اور اپنے علاوہ اپنے بیوی بچوں کو بھی اس امر پر قائم کریں کہ ہم نے ان تین دنوں میں روحانیت میں ترقی کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جلسہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں ہے۔ اس لئے یہ نہ ہو کہ آپ لوگ جو مختلف جگہوں سے آئے ہوئے ہیں، مختلف ملکوں سے آئے ہوئے ہیں۔ بعض واقف کافی دیر بعد ایک دوسرے کو ملے ہوں گے کہ اپنی محفلیں جما کر چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں باتیں کرتے رہیں اور جلسے سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ بلکہ جلسے سے ہر ایک کو جو شامل ہونے والا ہے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب بھرپور فائدہ اٹھائیں گے تو تبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بھی بنیں گے۔ اللہ کرے کہ آپ سب اس جلسے کی برکات سے فیض حاصل کرنے والے ہوں۔ (آمین)

❁❁❁❁❁❁❁

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ ’’مریم شادی فنڈ‘‘ ہے۔ مورخہ 28/فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

’’اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں۔ امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جا سکے گا۔‘‘

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی یا اپنے بچوں کی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تا کہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہو سکیں۔ نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے

21 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے نام ایک اہم پیغام۔

”آپ میں سے ہر ایک دیوانہ وار احمدیت کی تبلیغ میں مشغول ہو جائے“۔

(رپورٹ: ثاقب محمود عاطف۔ سیکرٹری اشاعت۔ آسٹریلیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا کا ۲۱واں جلسہ سالانہ مورخہ ۲۵۔۲۶۔۲۷ مارچ ۲۰۰۵ء کو نہایت کامیابی اور اعلیٰ دینی روایات کے مطابق مسجد بیت الھدیٰ سڈنی میں منعقد ہوا۔ جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا کے اس جلسہ سالانہ میں 752 افراد نے شرکت کی۔ آسٹریلیا کی جماعتوں کے علاوہ سنگاپور، بنگلہ دیش، نیوزی لینڈ اور Solomon Island کے وفود بھی جلسہ سالانہ آسٹریلیا میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ اس کے علاوہ غیر از جماعت احباب نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں باجماعت نمازِ تہجد ادا کی جاتی رہی۔ اور درس القرآن اور درسِ حدیث سے بھی حاضرینِ جلسہ مستفیض ہوتے رہے۔ حسبِ سابق اس سال بھی جلسہ سالانہ کی تیاریاں بہت پہلے سے شروع ہو گئی تھیں۔ احبابِ جماعت کی ایک بڑی تعداد وقارِ عمل میں حصہ لیتی رہی۔ جن میں انصار، خدام، اطفال اور لجنہ اماء اللہ نے بھرپور حصہ لیا۔ امسال بھی مسجد بیت الھدیٰ کے دونوں ہالز جلسہ گاہ کے طور پر استعمال کئے گئے۔ نیچے والا ہال مستورات کے لئے جبکہ اوپر والا ہال مردوں کے جلسہ گاہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔ جلسہ گاہ کے سٹیج کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ اسٹیج پر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا الہام ”امن است در مکان محبت سرائے ما“ کندہ تھا۔ اور منارۃ المسیح سے سفید پرندے امن کا پیغام لے کر دنیا کے مختلف کونوں تک جاتے ہوئے دکھائے گئے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ایک بڑا بک سٹال بھی لگایا گیا اور اس کے ساتھ ایک نمائش جماعت کے تعارف کے لئے لگائی گئی تھی۔ حاضرین کی ایک بڑی تعداد نے اس سے استفادہ کیا۔ اسی طرح لجنہ کی طرف بھی ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔ شعبہ رجسٹریشن کی طرف سے تمام حاضرین جلسہ کے لئے پہلی دفعہ ایسے شناختی کارڈ جاری کئے گئے تھے جو کہ کمپیوٹر سے Scan ہو جاتے تھے۔ اور اس طرح سے حاضری کا درست ریکارڈ رکھنے میں کافی مدد ملی۔

پرچم کشائی کی تقریب

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم امیر صاحب آسٹریلیا محمود احمد صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا۔ جبکہ آسٹریلیا کا پرچم مکرم موسیٰ بن مصران صاحب مبلغ سولومون آئی لینڈ نے لہرایا۔ اس موقع پر فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی رہی۔ محترم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس

مورخہ ۲۵ مارچ ۲۰۰۵ء کو تین بجے سہ پہر محترم مولانا محمود احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا کی صدارت میں افتتاحی اجلاس شروع ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم مکرم حافظ قاسم احمد صاحب نے کی جبکہ نظم مکرم شفیق محمد صاحب نے پیش کی۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب افتتاحی خطاب کے لئے تشریف لائے۔ محترم امیر صاحب نے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک نہایت اہم پیغام پڑھ کر سنایا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت یہ پیغام جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر احبابِ جماعت کے نام عنایت فرمایا تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا متن درج ذیل ہے:۔

”لندن ۰۵۔۰۳۔۲۴

پیارے احباب جماعت احمدیہ آسٹریلیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کہ جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بابرکت فرمائے اور آپ سب کو اس جلسہ کی برکات سے کماحقہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا کو دعوت الی اللہ کے میدان میں بہت محنت اور جانفشانی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی تبلیغ کی طرف توجہ دے اور اسلام احمدیت کے پیغام کو آسٹریلیا کے باشندوں تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں تبلیغ کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور اسے ایک اہم فریضہ قرار دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ ﴿ یَآ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِکَ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَا لَتَہٗ ﴾ (المائدة:68)۔ اللہ تعالیٰ کا وہ نور جس سے آپ کا اپنا دل منور ہوا ہے وہ دوسرے لوگوں تک پہنچاؤ۔ آسٹریلیا میں جماعت بڑی دیر سے قائم ہے اور احمدیوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا۔ مقامی باشندے تو بالکل ہی تھوڑے ہیں اسلئے اس جلسہ کے موقع پر میرا آپ کے لئے یہ پیغام ہے کہ آپ میں سے ہر احمدی دیوانہ وار احمدیت کی تبلیغ میں مشغول ہو جائے۔

یہ ایک بڑی بھاری ذمہ داری ہے جو ہر احمدی پر عائد ہوتی ہے اور ایک زبردست امانت ہے جو آپ کے سپرد کی گئی ہے جب تک آپ اس ہدایت کو ہر آدمی تک نہیں پہنچا لیتے اس وقت تک خدا تعالیٰ کے حضور کبھی سرخرو نہیں ہو سکتے۔ حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ اپنے اندر تبلیغ کا بے انتہاء جذبہ رکھتے تھے۔ اور آپ کی زندگی کا مقصد بھی یہی تھا کہ اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پھیل جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

”ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں“ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۱۹)

پس یہی جذبہ آپ بھی اپنے اندر پیدا کریں۔ اللہ آپ میں سے ہر ایک کو اپنی یہ ذمہ داری سمجھنے اور اس کو ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔ آپ کو نیک تبدیلیوں کے ساتھ جلسہ سے واپس اپنے گھروں کو لے جائے۔ آپ تبلیغ کے لئے ایک نیا عزم اور ولولہ لے کر لوٹیں اور اپنے ہمسائیوں اور دوستوں اور اپنے رشتہ داروں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کی سعادت پائیں۔ اللہ آپ سب کا حامی وناصر ہو۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس)“

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پڑھنے کے بعد محترم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں پہلے جلسہ سالانہ کا جو کہ ۱۸۹۱ء میں قادیان میں منعقد ہوا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسی تسلسل میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوتے رہے اور ہجرت کے بعد یہ سلسلہ ربوہ میں بھی جاری رہا اور ہر سال پہلے سے بھی بڑھ کر ترقی ہوتی ہی۔ لیکن جب پاکستان میں جلسہ منعقد کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہونے لگے اور آج اللہ کے فضل سے یہ دنیا کے ہر ملک میں ترقی پذیر ہیں۔ محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ حصولِ علم کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جہاں علماء کی تقاریر سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے اور جلسہ سالانہ ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ کس طرح سے ہم نے انسانیت کی بہتر رنگ میں خدمت کرنی ہے۔ اپنے خطاب میں محترم امیر صاحب نے حضرت مسیحِ موعودؑ کے ارشادات جلسہ سالانہ کے بارہ میں پڑھ کر سنائے۔ اور وہ دعائیں بھی پڑھ کر سنائیں جو امام الزمان نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کیں۔

اپنے خطاب میں محترم امیر صاحب نے حاضرینِ جلسہ کو عام نصائح کیں جن میں اپنا وقت ذکرِ الٰہی میں گزارنے کی درخواست، صفائی کا خیال رکھنے کی تاکید کے علاوہ جلسہ کے کارکنان سے تعاون کرنے کی بھی ہدایت فرمائی۔ محترم امیر صاحب نے ۱۹۹۱ کے جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں آسٹریلیا میں آیا تھا تو تعداد اتنی تھوڑی تھی کہ نیچے والے کچن میں عورتوں کا جبکہ اوپر والے کچن میں مردوں کا جلسہ منعقد ہوتا تھا۔ لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں ہالز بھر چکے ہیں اور باہر بھی انتظام کروانا پڑا ہے۔

آخر میں محترم امیر صاحب نے حضرت مسیحِ موعودؑ کی کتاب ”آسمانی فیصلہ“ سے چند اقتباس پڑھ کر سنائے۔ اور دعا کروائی۔ اس جلسہ کے بقیہ حصہ کی صدارت محترم خالد سیف اللہ خان صاحب نائب امیر آسٹریلیا نے کی۔ پہلی تقریر محترم رمضان شریف صاحب نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”ہستیٔ باری تعالیٰ“ یہ تقریر انگریزی میں تھی۔ دوسری تقریر مکرم مجیب الرحمٰن سنوری صاحب نے ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی عائلی زندگی“ کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد سولومون آئی لینڈ سے آئے ہوئے ہمارے نو احمدی بھائی محمد اسد لیسلی نورس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور اپنے قبولِ احمدیت کے بارہ میں حاضرین کو بتایا اس کے بعد یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ شام ۵ بجے مجلسِ شوریٰ کا پہلا اجلاس محترم امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ نمازِ مغرب اور عشاء اور کھانے کے وقفہ کے بعد شوریٰ کا اجلاس دوبارہ شروع ہوا۔

دوسرا اجلاس:

مورخہ ۲۶ مارچ ۲۰۰۵ء بروز ہفتہ صبح دس بجے جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی محترم الحاج نذیر احمد صاحب امیر چٹاگانگ (بنگلہ دیش) کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت مکرم مبشر احمد جاوید صاحب نے کی۔ مکرم اظہر ریحان خان صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام پیش کیا۔ نظم کے بعد مکرم مولانا مسعود احمد شاہد صاحب نے اردو میں تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”بچوں کی مثالی تربیت کے نمونے“۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر عمر شہاب خان صاحب نے ”سیرت حضرت مسیحِ موعودؑ“ کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر تاثیر احمد صاحب نے Effects of internet : A challenge for Parents and Children کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا قمر داؤد صاحب کھوکھر نے ”تحریکِ وقفِ نو“ کے موضوع پر کی۔ اس کے بعد نمازِ ظہر وعصر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

تیسرا اجلاس:

جلسہ سالانہ کا تیسرا اجلاس محترم عبد العزیز عبد الماجد صاحب صدر جماعتِ احمدیہ سنگاپور کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مکرم حافظ سہیل ارشد صاحب نے تلاوتِ قرآنِ کریم کی جبکہ نظم مکرم جبار محمد صاحب نے پڑھی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم محمد اشرف جنجوعہ صاحب نے ”نظامِ وصیت“ کے موضوع پر کی۔ جبکہ مکرم اطہر محمود صاحب نے ”خلافت کی برکات“ کے عنوان پر تقریر کی۔ اس اجلاس میں مکرم ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب کی ایک نظم جو آپ نے آسٹریلیا کے ابتدائی احمدیوں کے لئے لکھی تھی خاکسار ثاقب محمود عاطف نے پڑھی۔

اس کے بعد ایوارڈز کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں تعلیمی میدان میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلباء وطالبات میں ایوارڈز تقسیم کیے گئے محترم امیر صاحب کی ہدایت پر Solomon Island سے آئے ہوئے ہمارے نو احمدی بھائی Muhammad Isad Leslie Norris نے طلباء میں ایوارڈ ز تقسیم کیے جبکہ طالبات نے نیچے مستورات کی طرف اپنے ایوارڈز حاصل کیے۔ اس اجلاس کے دوران خواتین کا اجلاس الگ سے انکے اپنے جلسہ گاہ میں منعقد ہوا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

خواتین کا اجلاس:

مورخہ 26 مارچ 2005ء سہ پہر تین بجے مستورات کے جلسہ گاہ میں ان کا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوتِ قرآنِ کریم محترمہ نجمہ شاہین صاحبہ نے کی۔ جبکہ نظم محترمہ ناہید احسن صاحبہ نے پیش کی۔ محترمہ امۃ الملک نجم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ نے مستورات سے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد محترمہ عائشہ خان صاحبہ نے My journey Towards Islam کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ اور اپنے قبولِ اسلام کے واقعات سنائے۔ محترمہ عین الخان صاحبہ نے Islamic Concept Of Motherhood کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ اور اس کا مختصر اردو خلاصہ محترمہ عابدہ زاہد صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد نظم مکرمہ در عجم صاحبہ نے پیش کی۔ Islamic System Of Zakat کے موضوع پر محترمہ امۃ المتین صاحبہ نے اردو میں تقریر کی جبکہ اس کا انگریزی میں خلاصہ مکرمہ ھبۃ الحئی نصیر صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد محترمہ نینا بشیر صاحبہ نے My Journey Towards Islam کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد کوئنز لینڈ کی ناصرات نے ترانہ پیش کیا۔ اس کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس کے بعد محترمہ امۃ الملک

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

تقسیم فرمائیں۔

اس کے بعد آگے روانگی سے قبل مقامی جماعت کے عہدیداران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ روانگی سے قبل حضور انور نے دعا کروائی اور یہاں سے چار بجکر ۴۰ منٹ پر Hannover کے لئے روانگی ہوئی۔

ہنوور میں ورود مسعود اور مسجد بیت السمیع کے سنگ بنیاد کی تقریب

ImmenHausen سے Hannover کا فاصلہ ۱۹۰ کلو میٹر ہے۔ قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد قافلہ Hannover پہنچا۔ جب حضور انور کی گاڑی اس جگہ داخل ہوئی جہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا تو احباب جماعت مرد وخواتین جو حضور انور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب تھے سب نے بلند آواز سے اھلا وسھلا ومرحبا کہتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ ایک بچے نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے اور بچوں نے استقبالیہ نغمات پیش کئے اور ترانے گاتے ہوئے اور جھنڈیاں ہلا کر حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور جونہی گاڑی سے باہر تشریف لائے تو ریجنل امیر Niedersachsen رانا امتیاز احمد صاحب، ریجنل مبلغ محمد الیاس منیر صاحب Hannover کی دونوں جماعتوں کے صدران، ریجنل قائد خدام الاحمدیہ اور ناظم علاقہ انصار اللہ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

ریجنل صدر لجنہ اماء اللہ اور Hannover کی دونوں مجالس کی صدران لجنہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کا استقبال کیا اور ایک بچی نے پھول پیش کئے۔

Hannover کا شہر جرمنی کے ایک بڑے صوبے Niedersachsen کا مرکزی شہر ہے اور اس شہر کی آبادی پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ یہ شہر کمپیوٹر کے انٹرنیشنل Fair کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔

یہاں ۱۹۷۵ میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اب یہاں اللہ کے فضل سے Hannover Ost اور Hannover Nord دو جماعتیں قائم ہیں۔ یہاں کی جماعتیں جرمن، افریقن، روما، پیرو اور آذر بائیجان سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب پر مشتمل ہیں۔

سنگ بنیاد رکھے جانے سے قبل ایک تقریب ہوئی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ حضور انور نے مسجد کا ماڈل اور نقشہ ملاحظہ فرمایا اور آرکیٹیکٹ صاحب سے بعض امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ بعد میں امیر صاحب جرمنی نے اس جگہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ یہ ۲۸۰۰ مربع میٹر جگہ اپریل ۲۰۰۱ء میں تین لاکھ ۶۴ ہزار جرمن مارک میں خریدی گئی۔ اس مسجد کی تعمیر میں مخالفت اور رکاوٹ کا سامنا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمام روکیں دور فرمادیں اور فروری ۲۰۰۵ء میں مسجد کی تعمیر کی منظوری دی گئی۔ اور آج وہ مبارک دن آیا ہے جس کا گزشتہ ساڑھے چار سال سے انتظار تھا۔ یہ ''مسجد بیت السمیع'' جرمنی میں تعمیر ہونے والی مساجد میں سے ایک بڑی مسجد ہے جس میں دو بڑے ہال ہوں گے اور چھ صد سے زائد نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔ مسجد کے ساتھ مشن ہاؤس دفاتر اور کچن وغیرہ بھی تعمیر کئے جائیں گے۔ پچیس گاڑیوں کے لئے پارکنگ بھی مہیّا کی جائے گی۔ اس شہر میں یہ مینار اور گنبد والی پہلی مسجد ہوگی۔

امیر صاحب جرمنی کے اس تعارفی ایڈریس کے بعد حضور انور مسجد کے سنگ بنیاد رکھے جانے کی جگہ پر تشریف لے گئے اور دعاؤں کے ساتھ بنیادی اینٹ نصب فرمائی۔ حضور انور کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے اینٹ رکھی۔ جس کے بعد درج ذیل احباب نے باری باری اینٹیں رکھنے کی سعادت حاصل کی۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن، ایڈیشنل وکیل المال لندن، مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ ربوہ پاکستان، سید محمود احمد شاہ صاحب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان، پرائیویٹ سیکرٹری صاحب، امیر صاحب جرمنی، مبلغ انچارج جرمنی، صدر مجلس انصار اللہ، صدر مجلس خدام الاحمدیہ، صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی، حاجی نواب دین صاحب، وقاص ساجد صاحب آرکیٹ یکٹ، ریجنل مبلغ الیاس منیر صاحب، ریجنل امیر صاحب، ناظم علاقہ ریجن انصار اللہ، ریجنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ، ریجنل صدر لجنہ، صدران جماعت Hannover Nord، Hannover Ost، حافظ عبدالحمید صاحب، صدر لجنہ Hannover Ost اور صدر لجنہ Hannover Nord، قائد خدام Hannover Ost، قائد خدام Hannover Nord، محمد ناصر لٹسن جرمن احمدی، مکرمہ حائیکے لٹسن صاحبہ جرمن احمدی خاتون، مکرم Besim Culang صاحب، بہترین داعی الی اللہ، ایاز عودہ صاحب، ملک فاروق احمد صاحب (شعبہ سومساجد)۔ آخر پر دو واقفین نو بچوں عزیزم محمد وقاص داؤد صاحب اور عزیزہ نبیلہ احمد صاحبہ کو بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سنگ بنیاد کی اس تقریب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے لجنہ کی طرف تشریف لے گئے اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ سبھی اپنی اس خوش نصیبی پر بے حد خوش تھیں اور پھولی نہ سماتی تھیں، اپنے بچوں کو اٹھا اٹھا کر حضور انور کے قریب کرتیں اور پیار حاصل کرتیں۔ بچیوں کے بعد حضور انور نے بچوں میں بھی چاکلیٹ تقسیم فرمائے۔ سنگ بنیاد کی اس تقریب کے موقع پر ایک جرمن مہمان بھی تشریف لائے تھے۔ حضور انور نے اس مہمان سے گفتگو فرمائی۔ ساتھ ہدایت اللہ ہیوبش صاحب جرمن احمدی بھی کھڑے تھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہاں بتایا گیا ہے کہ ماضی میں کچھ جرمنوں نے اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ آجکل یہاں نہیں ہیں۔ دوسری جگہ پر ہیں لیکن فعال ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اب کیا وجہ ہے کہ جرمن اسلام قبول نہیں کرتے۔ اس پر ہیوبش صاحب نے کہا کہ مذہب میں دلچسپی نہیں لیتے، روحانیت میں لیتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا روحانیت کے حصول کا جو طریق ہے جب تک وہ اختیار نہ کیا جائے ان کو روحانیت نصیب نہیں ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم آئی کہ ہمیں نماز معاف کر دی جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مذہب میں نماز نہیں وہ مذہب ہی کیا ہے۔ مذہب کی تعلیمات پر عمل کئے بغیر روحانیت نہیں مل سکتی۔

ہمبرگ میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

پونے آٹھ بجے حضور انور نے دعا کروائی اور قافلہ Hannover سے ہمبرگ (Hamburg) کے لئے روانہ ہوا۔ Hannover سے ہمبرگ کا فاصلہ ۱۷۰ کلومیٹر ہے۔ جب حضور انور کی گاڑی یہاں سے روانہ ہو رہی تھی تو بچیاں الوداعی دعائیہ نظمیں ؎ جاتے ہو میری جان خدا حافظ و ناصر ' پڑھ رہی تھیں۔ اور قافلہ آہستہ آہستہ یہاں سے نکل کر مین روڈ کی طرف روانہ ہوا۔ قریباً پونے دو گھنٹے کے سفر کے بعد رات ساڑھے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بیت الرشید ہمبرگ پہنچے۔ جہاں ہمبرگ کی جماعت کے ۱۳ صد احباب سے زائد احباب مرد وخواتین اور بچوں نے اپنے پیارے آقا کا والہانہ استقبال کیا۔ یہ لوگ شام چھ بجے سے ہی حضور انور کے استقبال کے لئے جمع ہونے شروع ہو گئے تھے اور حضور انور کے دیدار کے منتظر تھے۔ جونہی حضور انور کی گاڑی بیت الرشید کے مین گیٹ میں داخل ہوئی تو بچیوں نے خیر مقدمی نغمات پڑھنے شروع کر دیئے، احباب مرد وخواتین اپنے ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ لوکل امیر ظہور احمد صاحب اور مبلغ سلسلہ ہمبرگ نسیم ساجد صاحب نے مجلس عاملہ کے ممبران اور جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

احمدیہ مشن ہاؤس بیت الرشید کا کل رقبہ ۲۷۸۳ مربع میٹر ہے۔ جب کہ مسقّف حصہ کا رقبہ ۹۵۹ مربع میٹر ہے۔ اس عمارت میں تین بڑے ہالز ہیں ان میں دو ہال کو مردوں اور عورتوں کے لئے مسجد کی شکل میں تبدیل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس بلڈنگ میں دفاتر اور رہائشی حصہ بھی ہے۔ یہ عمارت جماعت ہمبرگ نے ۱۹۹۴ء میں خریدی تھی جو کہ ہمبرگ شہر کے علاقہ Schnelsen میں واقع ہے۔

ہمبرگ میں جماعت کا پہلا مرکز مسجد فضل عمر ہے۔ یہ مسجد ہمبرگ شہر کے علاقہ Stellingen میں واقع ہے۔ یہ مسجد ۱۹۵۱ء میں تعمیر ہوئی تھی اس کے ساتھ مشن ہاؤس اور دفاتر بھی ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نیا مرکز پہلے مرکز سے کئی گنا بڑا ہے اور وسیع رقبہ پر مشتمل ہے۔ پونے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیت الرشید میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

یکم ستمبر 2005ء بروز جمعرات:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید ہمبرگ میں نماز فجر پڑھائی۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ایک بجکر ۳۵ منٹ پر حضور انور نے بیت الرشید ہمبرگ میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ بعد سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

ساڑھے چھ بجے حضور انور بیت الرشید ہمبرگ کے بیرونی علاقہ میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ دوران سیر حضور انور کچھ وقت کے لئے ملک شریف احمد صاحب اور سعید انصر صاحب کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ ان دونوں گھروں میں قافلہ کے ممبران اور بعض مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں۔

فیملی ملاقاتیں

نصف گھنٹہ کی سیر کے بعد حضور انور واپس تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ۲۸ خاندانوں کے ۱۳۲ افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔ ملاقات کرنے والوں میں ہمبرگ (Hamburg) جماعت کے علاوہ پاکستان سے آنے والی بعض فیملیز بھی شامل تھیں۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ پونے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الرشید ہمبرگ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

2/ستمبر 2005ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید میں نماز فجر پڑھائی۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ MTA کے ذریعہ یہ خطبہ جمعہ دنیا بھر میں Live نشر ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ جمعہ کا پورا متن حسب دستور علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔ تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے لوگ بہت دور دور سے سفر کر کے پہنچے۔ بعض فیملیز پانچصد کلومیٹر سے زائد کا سفر طے کر کے ہمبرگ پہنچیں۔ ہمبرگ اور ارد گرد کی جماعتوں سے کثرت سے احباب شامل ہوئے۔ دو ہزار دوصد کے لگ بھگ حاضری تھی۔ اس تعداد کے پیش نظر بیت الرشید کے بیرونی احاطہ میں مارکیز لگا کر لوگوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ بیت الرشید کے تینوں ہال، صحن غرض ہر جگہ نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ تمام احباب کے کھانے کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام انتظامات بہت عمدہ تھے۔

چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور بیت الرشید کے بیرونی علاقہ میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ نصف گھنٹہ کی سیر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لائے اور اپنے دفتر میں ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

واقفین نو بچوں کی کلاس

اس کے بعد ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفین نو بچوں کی کلاس شروع ہوئی۔ کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم عدنان طاہر نے کی اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم محمد احمد قمر نے نشہ آور اشیاء کی ممانعت کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی۔ ''ما اسکر کثیرہ حرام فقلیلہ حرام'' کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرتی ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

اس کے بعد رانا عبدالمقیت نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار

خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔ حضور انور نے اس بچے کی عمر کے بارہ میں پوچھا اور فرمایا کہ یہ تین سال کے لگ رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انہیں نسخہ استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نظم میں شامل مشکل الفاظ کے معانی دریافت فرمائے۔

اس کے بعد عزیزم اسعد انور چٹھہ نے ''خدمت خلق'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس پر حضور انور نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ انہیں جیب خرچ ملتا ہے۔ کتنا ملتا ہے؟ حضور انور نے فرمایا اپنے جیب خرچ میں سے بچا کر ہیومینٹی فرسٹ میں دیا کریں۔ افریقہ میں آپ سب بچوں کے جیب خرچ سے ایک کنواں لگ سکتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا دوسرے بچوں کو بھی تحریک کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ آپ دن میں کتنے کوک یا جوس کے ڈبّے پیتے ہیں۔ اگر یہ قربان کر دیں تب بھی آپ افریقہ کی بہت خدمت کر سکتے ہیں۔ جرمنی کے ذمہ افریقہ کے دو ممالک ہیں جہاں ہیومینیٹی فرسٹ کام کر رہی ہے اور لوگوں کو پینے کا پانی مہیّا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

اس کے بعد عزیزم امتیاز احمد شاہین نے ''مینارۃ المسیح'' سے متعلق ایک معلوماتی مضمون پیش کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۹۰۰ء میں خدا تعالیٰ کی

طرف سے تحریک ہوئی کہ قادیان کی مسجد اقصیٰ میں ایک سفید مینار تعمیر کیا جائے نیز یہ خبر دی گئی کہ دین کی ترقی سے اس مینار کی تعمیر کا گہرا تعلق ہے۔ ۲۸؍مئی ۱۹۰۰ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کے نام ایک مفصّل اشتہار شائع کیا جس میں اس مینار کی عظمت و اہمیت کو بیان کرتے ہوئے احباب کو مالی تحریک فرمائی اور فرمایا یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے۔ جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی روح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا۔

منارہ کی تعمیر کے لئے دس ہزار روپیہ کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے خادموں سے کم از کم ایک ایک سو روپیہ کی تحریک فرمائی اور فیصلہ کیا کہ اس پر لبیّک کہنے والوں کے نام منارہ پر بطور یادگار کندہ کروائے جائیں گے۔ خود حضرت امّاں جانؓ نے ایک ہزار روپیہ چندہ دیا۔ ۱۳؍مارچ ۱۹۰۳ء کو نماز جمعہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اینٹ منگوائی اور حضور نے اسے وہاں پر رکھ کر لمبی دعا کی آخر وہ اینٹ فضل الدین صاحب احمدی معمار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق بنیاد کے مغربی حصہ میں نصب کر دی اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ اس کام کے نگران مقرر ہوئے۔ مالی مشکلات کے باعث تعمیر کا کام رکا رہا۔ خلافت ثانیہ کے دور میں دوبارہ شروع ہوا۔ آخر یہ مینار دسمبر ۱۹۱۵ء میں پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔

یہ مینار ۱۰۵ فٹ اونچا ہے۔ اس کی تین منزلیں ہیں۔ ایک گنبد اور ۹۲ سیڑھیاں ہیں۔ اس پر گھڑیال بھی نصب ہیں اور بجلی کے قمقمے بھی آویزاں ہیں جو میلوں دور سے دکھائی دیتے ہیں۔

یہ معلوماتی مضمون پیش ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں سے اس منارہ کے تعلق میں مختلف سوالات کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ اس کی تعمیر پر کتنا اندازہ خرچ تھا۔ اس کے جواب پر حضور انور نے فرمایا کہ اب اس کی مرمت کے لئے جو اندازہ خرچ وہاں سے آیا ہے وہ لاکھوں میں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ کتنے ہیں جو مربی بننا چاہتے ہیں۔ کتنے ڈاکٹرز، کتنے وکیل اور کتنے انجینئرز وغیرہ بننا چاہتے ہیں۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کو سوالات کا موقع دیا جس پر بعض بچوں نے اپنے لئے اور بعض نے اپنے والدین کے لئے دعا کی درخوست کی۔

پروگرام کے آخر پر عزیزم رانا محمود الحسن صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔

کلاس کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب بچوں کو شرٹس عطا فرمائیں اور اُن بچوں کو قلم بھی عطا فرمائے جن کو اس سے پہلے قلم نہیں ملے تھے۔ بچوں میں تیار شدہ کھانے کے پیکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

یہ کلاس ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ اس کے بعد حضور انور نے بیت الرشید میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

3 ستمبر 2005ء بروز ہفتہ:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید ہمبرگ میں نماز فجر پڑھائی۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

فیملی ملاقاتیں

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز کی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو دوپہر بارہ بجے تک جاری رہیں۔ ہمبرگ اور اردگرد کی جماعتوں کے ۳۸ خاندانوں کے ۱۵۵؍افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔ ان ملاقات کرنے والوں میں بڑی تعداد ان فیملیز کی تھی جنہوں نے پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ یہ سبھی لوگ اپنی اس خوش نصیبی پر بیحد خوش تھے اور خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

قضاء بورڈ (جرمنی) کے ممبران کے ساتھ حضور انور کی میٹنگ

فیملی ملاقاتوں کے بعد قضاء بورڈ جرمنی کے ممبران کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ میں سے وکلاء کتنے ہیں اور دینی علم رکھنے والے کتنے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ جب بھی تین رکنی بورڈ کا تقرر کیا جائے تو اس میں ایک ممبر ایسا ہو جس کو شریعت کا پتہ ہونا چاہئے۔ ایک ممبر کو قانون کا پتہ ہونا چاہئے اور تیسرا ممبر کوئی بھی ہو۔ فرمایا بورڈ مقرر کرتے ہوئے اس کا خیال رکھا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبران سے یہ بھی دریافت فرمایا کہ 'فقہ احمدیہ' کا مطالعہ کس کس نے کیا ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ سب کو اس کا علم ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ مقدمات کا فیصلہ جلد ہونا چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اگر سمجھانا ہے تو فریقین نے سمجھانا ہے، خاندان کے بزرگوں نے سمجھانا ہے۔ یہ قضا کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر لڑکی کی طرف سے خلع کی درخواست آتی ہے تو قضاء کا کام نہیں ہے کہ اس کو لٹکائے۔ فریقین کو سمجھانا، صلح کروانا قضاء کا کام نہیں ہے۔ یہ حکمین کا کام ہے۔ قضاء نے صرف فیصلہ کرنا ہے۔ فرمایا۔ علیحدگی کے بعد حقوق کے تعیّن میں قضاء Involve ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قضاء کے معاملات کے بارہ میں بعض انتظامی ہدایات دیں اور تفصیل سے کام کرنے کا طریق سمجھایا۔ ثالثی کے نظام کے بارہ میں بھی تفصیل سے سمجھایا اور ہدایت فرمائی کہ اس بارہ میں ملکی قانون بھی دیکھے جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ لوکل جماعتوں میں بھی جہاں تعداد 100-200 ہے وہاں لوکل قاضی مقرر کریں۔ جو قاضی اوّل مقرر کئے گئے ہیں یہ لوکل سطح پر قاضی ان سے علیحدہ ہوں گے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہر ریجن میں قاضی اوّل بنا دیں پھر ریجن کی جماعتوں میں لوکل قاضی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ قضاء نے اس طرح اپنے ساتھ ملکی قانون کو لے کر چلنا ہے کہ حقوق متأثر نہ ہوں اور شریعت پر زد نہ آتی ہو۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام ممبران کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں نے خالی الذہن ہو کر، لاتعلق ہو کر، کسی رشتے کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے فیصلے کرنے ہیں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بہت سے دیگر انتظامی امور کے بارہ میں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفصیلی ہدایات دیں۔ قضاء بورڈ کے ساتھ یہ میٹنگ دوپہر ایک بجے تک جاری رہی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

ایک بجکر ۳۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید ہمبرگ میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ جرمنی کی میٹنگ

بعد از سہ پہر پانچ بجے نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور نے دعا کروائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری تمام مہتممین سے ان کے کام کا جائزہ لیا اور آئندہ کے پروگراموں اور لائحہ عمل کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

ایک نائب صدر کے پاس مہتمم اطفال اور ایک نائب صدر کے پاس مہتمم اشاعت کے عہدے بھی تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ یہ دو دو عہدے کیوں ہیں۔ بحیثیت مہتمم ہی بہت زیادہ کام ہے اس لئے یہ دونوں اب نائب صدر نہیں ہیں۔ صرف مہتمم اطفال اور مہتمم اشاعت ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا نائب صدر صرف نائب صدر ہی ہونا چاہئے۔ اس کا بہت کام ہوتا ہے۔

تمام مہتممین نے اپنے اپنے شعبوں کے کارڈ آویزاں کئے ہوئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دونوں نائب صدران کو ہدایت فرمائی کہ آپ نائب صدر والا کارڈ اتار دیں جس کی فوری تعمیل کی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ جس عہدیدار کی بھی منظوری حاصل کرنی ہو اس کے بارہ میں لکھا کریں کہ اس کے پاس پہلے کون کون سے عہدے ہیں۔ فرمایا اب باقاعدہ نائب صدران کی منظوری حاصل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہتمم اطفال سے، اطفال کی تجنید اور ان کے چندہ کا جائزہ لیا اور ہدایت فرمائی کہ جو ممبرشپ کا چندہ ہے اس کا حساب علیحدہ رکھیں اور جو ان کے اجتماع کا چندہ ہے اس کا ریکارڈ علیحدہ رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہتمم اشاعت کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا جو سہ ماہی رسالہ 'نورالدین'' شائع ہوتا ہے اس کا جرمن حصہ بھی ہونا چاہئے۔ مضامین کا جرمن ترجمہ ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا ''مشعل راہ'' کے اقتباسات زیادہ کریں اور ان کا جرمن ترجمہ بھی دیں۔ فرمایا آپ کے ستّر فیصد تو طلباء جرمن جانتے ہیں۔

ایک نائب صدر نے بتایا کہ وہ سالانہ اجتماع کے موقع پر ناظم اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ناظم اعلیٰ تو کوئی مستقل شعبہ نہیں ہے۔ سو مساجد کے چندہ کی وصولی کا ذکر ہونے پر فرمایا یہ سپیشل کام ہے یہ معاون صدر کے سپرد کریں۔ یہ مستقل کام ہے ایک ملین یورو کا آپ کا وعدہ ہے۔

فرمایا مساجد کے لئے چندہ وصول کرتے ہوئے چندہ عام ہرگز متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا چندہ دینے والے سے پہلے پوچھا جائے کہ چندہ عام ادا کیا ہوا ہے یا نہیں؟ اگر ادا نہیں کیا تو پھر یہ چندہ جو مساجد کے لئے دے رہا ہے چندہ عام میں ڈالا جائے کیونکہ چندہ عام کی ادائیگی بہر حال ضروری اور لازمی ہے۔

معتمد صاحب سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجالس سے موصول ہونے والی ماہانہ رپورٹس کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ جو مجالس رپورٹ بھجوانے میں سست ہیں ان کو بار بار یاددہانی کروائیں اور اپنی رپورٹس کی وصولی کو سو فیصد بنائیں۔

مہتمم تجنید کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ تجنید میں گنجائش ہے۔ اس کو مکمل کرنے کے لئے مستقل کوشش کرتے رہیں۔

شعبہ تعلیم کے کام کا جائزہ لیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ سال میں ایک کی بجائے دو امتحان لئے جا سکتے ہیں۔ فرمایا کوشش کرنی چاہئے کہ تمام خدام امتحانوں میں شامل ہوں۔

مہتمم تربیت کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ امسال آپ نے مرکزی سطح پر جو تربیتی کلاس رکھی ہے اس میں تمام مجالس سے نمائندگی ہونی چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ریجنل لیول پر بھی تربیتی کلاسز ہونی چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے پاس یہ جائزہ ہونا چاہئے کہ کتنے خدام کم از کم ایک نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ جمعہ پڑھنے والے کتنے ہیں۔ MTA دیکھنے والے کتنے ہیں۔ گزشتہ سالانہ اجتماع پر آپ کی کتنی حاضری تھی۔ فرمایا آپ کی انفارمیشن پوری ہونی چاہئے۔

مہتمم تبلیغ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ خدام جو بیعتیں کرواتے ہیں آپ کے ریکارڈ میں ہونی چاہئیں۔ داعیان الی اللہ سے آپ کا رابطہ ہونا چاہئے۔ سیکرٹریان تبلیغ سے بھی آپ کا رابطہ قائم رہنا چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو خدام کے گروپ کے نومبائعین ہیں ان کا نام اور ایڈریسز اور پورا ریکارڈ مہتمم تربیت نومبائعین کو دیں جو ان سے مستقل رابطے رکھے اور مقامی مجالس کا ان سے باقاعدہ مستقل رابطہ ہو۔ فرمایا مقامی خدام کی ڈیوٹی لگائیں کہ ان سے رابطہ رکھیں، نماز سکھائیں اور ان کی تربیت کریں۔

مہتمم تربیت نومبائعین کو بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومبائعین کو سنبھالنے اور ان کی تربیت سے متعلق ہدایات دیں۔ فرمایا باقاعدہ پلان بنائیں، ان کی فہرستیں تیار کریں اور ان کی تربیت کر کے اپنے نظام میں شامل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہتمم امور طلباء کو ہدایت فرمائی کہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہمارے طلباء تعلیم کے اعلیٰ معیار میں جائیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یونیورسٹیوں میں سمپوزیم منعقد کریں، سیمینار کریں۔ فرمایا یونیورسٹیوں میں دوسرے مذاہب کے طلباء عیسائیوں وغیرہ کے گروپ بنائیں وہ سیمینار کا انتظام کریں اور احمدیوں کو Invite کریں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

مہتمم صحت جسمانی نے مجالس کے مابین مقابلہ جات اور کھیلوں کی رپورٹ پیش کی۔اسی طرح مہتمم وقار عمل نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے خدام نے جو وقار عمل کیا ہے اس کی رپورٹ پیش کی۔

مہتمم صنعت و تجارت کو حضور انور نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ جو خدام فارغ ہیں اور کام نہیں کر رہے ان کی لسٹ بنا کر ان کو کام میں شامل کریں۔فرمایا مارکیٹوں میں کام کر سکتے ہیں۔فرمایا انٹرنیٹ سے ملازمتیں تلاش کریں کہ کہاں کہاں جاب نکل رہی ہے۔فرمایا فارغ رہنا، کوئی کام نہ کرنا اور گورنمنٹ کی طرف سے خرچ لے کر کھانا یہ تو صدقہ ہے۔اضطراری حالت میں کھانا چاہئے۔ایک احمدی کو چاہئے اپنی عزّت نفس کا خیال رکھے، خود کام کرے اور کما کر کھائے۔اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں، فرمایا لسٹ بنائیں۔صدر صاحب کو دیں، ایک کمیٹی بنائیں اور کام کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا بہت سی بیماریاں فارغ بیٹھنے سے پیدا ہو رہی ہیں۔خدام الاحمدیہ کو اس کام میں مستعد ہونا چاہئے۔

مہتمم عمومی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ سیر کے دوران جو خدام میرے ساتھ ہوتے ہیں ان کو سمجھائیں کہ ٹریفک روکا نہ کریں۔خصوصاً جو میرے ساتھ ہوتے ہیں ان کو زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔جب مَیں خود کھڑا ہو جاتا ہوں تو پھر روکنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

شعبہ مال سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کے بجٹ اور چندوں کا جائزہ لیا۔حضور انور نے فرمایا ایڈیشنل مہتمم مال کا کام یہ ہوتا ہے کہ جو بقایا دار ہے اس سے چندہ وصول کریں اور یاد دہانیاں کروائیں۔

مہتمم مقامی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ کی فرنکفرٹ کی ۱۳ مجالس ہیں آپ کے پاس خدام بھی ہیں آپ اپنی تجنید مکمل کر سکتے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ یہ میٹنگ سوا چھ بجے تک جاری رہی۔آخر پر نیشنل مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ کی میٹنگ

اس کے بعد چھ بجکر بیس منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام قائدین سے باری باری ان کی کارگزاری کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات دیں۔

قائد عمومی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ خود مستعد ہوں اور اپنی تجنید مکمل کریں۔قائد عمومی نے بتایا کہ جماعت نے تجنید تیار کی ہے وہاں سے ہم لے رہے ہیں اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ انصاراللہ کی اپنی تجنید مکمل کریں۔جماعتی نظام کو ذیلی تنظیموں کی مدد کرنی چاہئے اور ذیلی تنظیموں کو جماعت کی مدد کرنی چاہئے۔

نومبائعین کی تربیت کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ انصار جو آپ کے ذریعہ احمدی نہیں ہوئے وہ آپ کے تحت آنے چاہئیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اپنی مجالس کے زعماء کو کہیں کہ ان نو مبائعین کے گھروں میں جائیں۔ان سے رابطہ کریں ان کو نماز سکھائیں جو مسلمان نہیں ہیں۔فرمایا جب کوئی نو مبائع جگہ تبدیل کرے تو آپ کو علم ہونا چاہئے کہ وہ کس علاقہ میں منتقل ہوا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا گزشتہ دس سالوں میں انصاراللہ کی جو بیعتیں ہوئی ہیں ان کو تلاش کریں۔اس کام کے لئے کافی توجہ کی ضرورت ہے۔

قائد تعلیم نے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا کہ انصار کو پورے سال کا لائحہ عمل دیا جاتا ہے۔رسالہ ''الوصیت'' پڑھنے کیلئے دیا ہوا ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس کی معین رپورٹ آپ کو آنی چاہئے کہ کتنوں نے پڑھ لیا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ عاملہ ممبران کا بھی جائزہ لیں کہ کتنوں نے یہ کتاب پڑھی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مرکزی طور پر سارے ملک کے انصار سے امتحان لیں۔فرمایا کسی کتاب کے چند صفحے دے دیں۔بے شک کتاب دیکھ کر حل کر دیں۔یہ کام کر لیں۔بہت بڑا کام ہے۔

قائد مال سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار کے بجٹ اور ماہانہ چندوں کا جائزہ لیا اور ہدایت دی کہ تجنید کے مطابق تمام انصار کو چندہ کے نظام میں شامل کریں۔

قائد اشاعت نے بتایا کہ الفضل انٹرنیشنل میں انصاراللہ جرمنی کا رسالہ ''الناصر'' شائع ہوتا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا **الفضل انٹرنیشنل کتنے انصار پڑھتے ہیں**۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کتنے انصار کے گھروں میں الفضل آتا ہے۔آپ کی مجلس عاملہ، ریجنل عاملہ اور مقامی مجالس عاملہ کو بھی آنا چاہئے۔حضور انور نے فرمایا پندرہ صد کی تعداد میں اس کی خریداری بڑھائیں، **پچاس فیصد انصار ایسے ہونے چاہئیں جن کے ہاں الفضل آتا ہو۔**

قائد تربیت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ صف دوم کے انصار کو نمازوں کی ادائیگی اور تلاوت قرآن کریم کی طرف توجہ دلائیں۔فرمایا چھوٹی مجالس میں اپنے زعماء کو Active کریں۔جن کے گھر نماز سنٹر سے دور ہیں وہ اپنے گھر میں بچوں کے ساتھ نماز پڑھا کریں۔قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالا کریں۔

قائد خدمت خلق کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ انصار ہسپتالوں میں جا کر مریضوں، بوڑھوں کا حال پوچھیں اور پھل، پھول وغیرہ ساتھ لے جائیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا دوسرے ملکوں سے یہاں لوگ آئے ہوئے ہیں ان کے جا کر حالات دیکھیں اور ان سے تعلقات بنائیں۔

قائد تحریک جدید کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ آپ کا تحریک جدید کا چندہ جماعت کی وصولی کا ۱۰/ ۱ ہونا چاہئے۔

قائد عمومی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ کی جن مجالس سے ماہانہ رپورٹس نہیں آتیں وہاں سے بھی باقاعدگی سے رپورٹس آنی چاہئیں۔باقی مجالس کو بھی Active کریں اور تمام مجالس رپورٹس بھیجیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب انصاراللہ کو ہدایت فرمائی کہ جو انصار لازمی چندہ نہیں دے رہے وہ لازمی چندہ دیں گے تو ان سے مجلس انصاراللہ کا قبول ہوگا۔جو مجلس انصاراللہ کا چندہ دیتا ہے اور لازمی نہیں دیتا تو وہ اس کا انصار کا چندہ لازمی چندہ میں شمار کیا جائے اور جماعت کے کھاتہ میں چلا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو شخص کہتا ہے کہ میری آمد اتنی ہے مَیں اس پر اتنا دوں گا تو آپ لکھ لیں اور اس سے لے لیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اصل مقصد یہ ہے کہ تربیت ہونی چاہئے۔نفس کی اصلاح ہو، دین کی طرف رجحان ہو، خدا کی عبادت کی طرف توجہ پیدا ہو، اللہ کے حکموں پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو موصی ہے اس کو سمجھانا چاہئے کہ وصیت کرنے کے بعد تم نے اعلیٰ معیار کی قربانی کا وعدہ کیا ہے۔ایک عہد کیا ہے۔اپنے اس عہد اور اعلیٰ معیار کی قربانی سے پھر رہے ہو۔فرمایا جو موصی نہیں ہیں ان کو بھی سمجھاتے رہنا چاہئے کہ یہ چندہ بھی جماعت کی طرف سے مقرر شدہ ہے۔ذیلی تنظیموں کا بھی مقرر شدہ ہے اس کو بھی باقاعدہ ادا کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصاراللہ کو فرمایا کہ آپ کو چاہئے کہ ۲۰۰۸ء تک پانچ مساجد بنا کر دیں۔چندوں کا مسئلہ نہیں ہے۔جرأت پیدا کریں، حوصلہ پیدا کریں، خدا تعالیٰ خود حالات پیدا کر دے گا۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ یہ میٹنگ سوا سات بجے ختم ہوئی۔آخر پر مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔تصویر کے بعد عاملہ کے سبھی ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

واقفات نو بچیوں کی کلاس

اس کے بعد سوا سات بجے ہمبرگ ریجن کی واقفات نو بچیوں کی حضور انور کے ساتھ کلاس کا انعقاد ہوا۔کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ سے ہوا جو عزیزہ امتہ البصیر نور نے کی۔

اس کے بعد عزیزہ صباح النور ندیم نے اصلاح نفس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اور اس کی مختصر تشریح پیش کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچیوں سے دریافت فرمایا کہ کتنی بچیاں سکولوں میں حجاب لے کر جاتی ہیں اور ان بچیوں کو کلاس میں میں حجاب لینے پر ٹیچر تنگ تو نہیں کرتے کہ سکول میں حجاب نہ لیا کرو۔بچیوں نے بتایا کہ انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو بچیاں آج حجاب لے کر آئی ہیں وہ اب اس کو اتارنہ دیں بلکہ اس پردہ پر اب قائم رہنا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پوچھا کہ کتنی بچیاں ریال میں جاتی ہیں اور کتنی گیمنازیئم میں۔حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ بچیوں کو گیمنازیئم میں جانے کی کوشش کرنی چاہئے۔(گیمنازیئم یہاں جرمنی میں اعلیٰ تعلیمی معیار ہے جب کہ ریال اس سے کم درجہ پر ہے۔)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کلاس میں شامل بچیوں کی تعداد پوچھی جو کہ ۵۲ تھی۔حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کتنی بچیاں ڈاکٹر بننا چاہتی ہیں۔۲۴ بچیوں نے ہاتھ کھڑے کئے۔وکیل بننے والی بچیوں کی تعداد گیارہ جب کہ دو نے ٹیچر بننے کے لئے ہاتھ کھڑے کئے۔کچھ بچیوں نے انجنیئر ز اور ایک بچی نے کمپیوٹر سائنس میں جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔

بعد ازاں عزیزہ انیقہ رفیق شاکر نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ؎

میں اپنے پیاروں کی نسبت ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں اور ان کی نگاہ نیچی

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔اس کے بعد عزیزہ صباح النور مطیع نے ''وسعت حوصلہ'' کے موضوع پر تقریر کی۔جس کے بعد عزیزہ مدیحہ وسیم نے ''آنکھوں کی حفاظت'' کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون پیش کیا۔

آخر پر بچیوں کے ایک گروپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ؎

''ہے دست قبلہ نما لاالہ الا اللہ'' کورس کی شکل میں پیش کیا۔

کلاس کے آخر پر حضور انور نے بچیوں سے پوچھا کہ کتنی بچیوں کو ابھی تک پین نہیں ملے۔ان کو حضور انور نے باری باری بُلا کر پین عنایت فرمائے۔حضور انور نے ازراہ شفقت کلاس میں شامل ہونے والی تمام بچیوں کو حجاب تقسیم فرمائے اور پیک کھانا بھی ان میں تقسیم فرمایا۔

کلاس کے آخر پر حضور انور نے منتظمات کو ہدایت فرمائی کہ جو بچیاں ریسرچ میں شوق رکھتی ہیں وہ بائیبل میں سے حوالے نکال کر ان پر ریسرچ کریں اور آپ اس کام میں ان کی مدد کریں۔

سوا آٹھ بجے یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔اس کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید ہمبرگ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

نظام وصیت

حضرت مصلح موعودؓ وصیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''پس تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔اس کے ساتھ ہی مَیں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا، اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کے دکھوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب اور چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا کی''۔

ایسے احباب جماعت جو ابھی نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکے۔ان سے درخواست ہے کہ اس میں شامل ہو کر اس کے فیوض و برکات کے وارث بنیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

قیام نماز کے قابل تقلید نمونے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4، 6 اور 8 دسمبر 2004ء میں مکرم عبدالسمیع خانصاحب نے اپنے مضمون میں تابعین کے قیام نماز سے متعلق چند خوبصورت اور قابل تقلید نمونے پیش کئے ہیں۔

مراکش کی ایک مسجد کے میناروں سے صدیوں بعد آج بھی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے۔ یہ مسجد مراکش کے فرمانروا یعقوب المنصور نے اسپین کے بادشاہ الفانسو ہشتم کو الآکو کے مقام میں شکست دینے کی یاد میں تعمیر کروائی تھی۔ اس کے گارے میں مشک کی 960 بوریاں ڈالی گئیں تھیں تا کہ وہ خوشبودار ہو جائے۔ ایسی مسجد بنانا یقیناً ایک دلکش امر اور نماز سے محبت پر دلالت کرتا ہے مگر اس سے بہت زیادہ حیرت انگیز امر ایک ایسی جماعت کا قیام ہے جو نسل در نسل نماز باجماعت پر کاربند ہو۔ آج کی دنیا میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک لازوال کارنامہ جماعت احمدیہ کا قیام اور اس کی نمازیں ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ کیجئے۔

☆ قبول احمدیت کے بعد حضرت مولوی فرزند علی خان صاحب نے ایک جلسہ عام میں فرمایا کہ گزشتہ رات کو نصف شب کے قریب میری آنکھ کھل گئی اور میرے نفس اور ضمیر کی باہمی لڑائی شروع ہوگئی۔ ضمیر کا تقاضا تھا کہ بیعت کر لینے کے بعد اٹھو اور تہجد کی نماز ادا کرو۔ نفس کہتا تھا کہ بے شک یہ مستحسن چیز ہے لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ آج ہی نماز تہجد کا پڑھنا شروع کیا جائے۔ جبکہ جلسہ کی بھاگ دوڑ کی وجہ سے طبیعت میں بڑی کوفت بھی ہے۔ آخر کار ضمیر اس دلیل سے غالب آ گیا کہ آج تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں جگا دیا ہے اس لئے اٹھ کر دو چار نفل ضرور پڑھنے چاہئیں۔

حضرت خانصاحب کے متعلق آپکے بیٹے حافظ بدرالدین احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ آپ احمدیت سے قبل بھی نماز پابندی اور وقار کے ساتھ سنوار کر ہی ادا کرتے تھے مگر سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد تو گویا 24 گھنٹے ہی نماز کی حالت میں گزارتے۔ دفتر کے کام کی تکان اور مسجد کی دوری کبھی بھی مسجد میں باجماعت نماز کے رستے میں روک نہیں بن سکی۔ قریباً ہر مغرب وعشاء کے بعد نوافل پڑھا کرتے تھے اور گھر میں آکر مزید نفل ادا کرتے۔ کوئی وقت ذکرِ الٰہی کے بغیر نہ گزرتا۔ تہجد میں بہت ہی باقاعدگی اور التزام ہوتا۔

☆ مرزا غلام نبی چغتائی صاحب نماز باجماعت کے سختی سے پابند تھے اور ارشاد نبویؐ کے مطابق عمل تھا کہ مومن کا دل خدا کے گھر میں اٹکا رہتا ہے۔ اپنی مقامی مسجد احمدیہ کے امام الصلوٰۃ تھے۔ اس مسجد کی تعمیر میں بھی خاص حصہ لیا تھا۔ 1911ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق ملی۔

☆ مکرم خان بہادر سعداللہ خان صاحب 1911ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دستِ مبارک پر داخل احمدیت ہوئے تو وہ تبدیلی اختیار کی کہ ولی اللہ بن گئے۔ ایک دفعہ مخالفین بطور جرگہ آپ کے پاس آئے اور احمدیت سے توبہ کرنے کو کہا۔ آپ نے جواب دیا کہ جب میں آپ کی طرح تھا تو آپ کو معلوم ہے کہ آپ صاحبان کی مہربانی سے نہ نماز پڑھتا نہ تہجد نہ قرآنِ کریم سے کوئی واقفیت یا تعلق تھا سارا دن تاش اور شطرنج میں گزرتا اور لڑکے آکر ناچتے۔ احمدی مبلغ نے اس گندی زندگی سے بیزار کرا کر پابند نماز و تہجد کیا۔ اور درس قرآن کا شوق دلایا۔ اگر دین یہ نہیں جو احمدیت کے ذریعے حاصل ہوا اور وہ تھا جو میں آپ لوگوں کی رفاقت میں اختیار کر چکا تھا تو مجھے یہ زیادہ پسندیدہ ہے۔ اس پر وہ لوگ شرمندہ ہو کر چلے گئے۔

☆ حضرت مرزا عبدالحق صاحب امیر ضلع سرگودھا جنوری 1900ء میں پیدا ہوئے اور 1916ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی بیعت کی۔ آپ فرماتے ہیں: 16 سال کی عمر سے اب تک کوئی نماز قضا نہیں کی اور نہ روزہ قضا کیا ہے...... خدا تعالیٰ توفیق دے تو کافی وقت تہجد میں گزار سکتا ہوں۔

☆ مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب بڑی توجہ سے اور لمبی نماز ادا کرنے کے عادی تھے اور 17، 18 سال کی عمر سے نماز تہجد کے لئے الارم لگا کر سوتے تھے۔ اپنی زندگی کی آخری رات جب ان سے کہا گیا کہ آپ آرام کرلیں تو آپ نے کہا پہلے نمازِ فجر کے لئے گھڑی میں الارم لگا دو۔

جب بیماری اور ضعف نے نماز باجماعت سے معذور کر دیا تو پھر آپ نے اپنے بیٹے کو امام بنا کر بیگم کی شمولیت کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام کرلیا۔

☆ مکرم محمود احمد صاحب سنوری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نواب محمد دین صاحب کے ہاں مہمان ہوا۔ تہجد کے وقت مجھے جگایا گیا۔ اُن کے ڈرائیور اور خانساماں بھی (دونوں احمدی تھے) میرے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور نواب صاحب ایک دوسرے کمرے میں نماز تہجد میں مصروف ہوگئے۔ نماز تہجد کے دوران حضرت نواب صاحبؓ مرحوم نہایت دردناک لہجے میں احمدیت کی سربلندی کے لئے دعا کرتے تھے۔ آپ کی آواز میں جو سوز وگداز اور انکساری اور عاجزی تھی وہ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ مجھے یہ احساس پیدا ہوا کہ ایک اعلیٰ افسر ہر لحاظ سے آسودہ اپنے خدائے بزرگ و برتر کی یادکورات کے ان لمحات میں بھی فراموش نہیں کرتا اور اس کے برعکس میں ایک بے روزگار اور کمزور اور ضرورتمند انسان اللہ تعالیٰ کو بھلائے ہوئے ہوں۔ حضرت نواب صاحب مرحوم کی صحبت میں ادا کی ہوئی نمازیں آج بھی میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہیں۔

☆ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کو نمازوں اور ذکرِ الٰہی سے بے حد شغف تھا۔ فرض نمازیں اول وقت میں ادا کرتے۔ آٹھ رکعت تہجد، اشراق چاشت اور چار رکعت تسبیح کے علاوہ بکثرت نوافل ادا کرتے۔

موسم خواہ کتنا ہی گرم ہوتا آپ شیروانی پہن کر نماز ادا کرتے اور فرماتے کہ نماز دربارِ الٰہی میں حاضری کا نام ہے جب ہم کسی دنیوی بادشاہ کے دربار میں کوٹ کے بغیر نہیں جاتے تو اللہ کے حضور کیسے جائیں گے۔ ہر نماز کے بعد تسبیح کرتے اور بچوں کی بھی نگرانی کرتے کہ تسبیح کر کے اٹھیں۔ ہر وقت باوضو رہتے۔

☆ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کے متعلق نبیلہ رفیق فوزی صاحبہ تحریر کرتی ہیں: جب کبھی بھی ہمارے والدین کو شہر چھوڑ کو جانا پڑتا تو ماموں جان کی خدمت میں عرض کر جاتے کہ رات آکر بچوں کے پاس سو جایئے گا۔ آپ نماز عشاء منڈی والی مسجد میں پڑھ کر آجاتے۔ اور نماز تہجد کے وقت مسجد اقصیٰ کے قریب ہمارے گھر سے پیدل منڈی والی مسجد میں فجر پڑھانے چلے جاتے۔ عبادات سے جنون کی حد تک پیار تھا۔ تمام عمر عبادات کا التزام اتنی باقاعدگی اور دل لگی سے رہا کہ ہم نوجوانوں کو اُن کا عبادات سے ایسا والہانہ پیار دیکھ کر شرم آتی کہ ہم ایسی پابندی نہیں کر سکتے۔ بڑھاپے میں حال یہ تھا کہ بار بار بات یاد کروانی پڑتی تھی مگر تہجد کی عبادت اور روزہ ہر وقت یاد رہتے۔

☆ محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب نماز تہجد اور پنجوقتہ نمازیں بڑی باقاعدگی اور التزام سے ادا کرتے۔ آپ نصیحت کرتے کہ جو نماز کی پابندی اور خلافت سے وابستگی رکھے گا وہ کبھی ضائع نہیں ہوگا۔ ایک دفعہ کسی وجہ سے تہجد کی نماز چھوٹ گئی تو صبح اٹھ کر کہنے لگے کہ آج صدقہ دینا چاہئے، میری تہجد کی نماز چھوٹ گئی۔

☆ مکرم حضرت اللہ پاشا صاحب اکثر رات 2 بجے بیدار ہو جاتے اور پھر فجر تک نماز اور مطالعہ میں مصروف رہتے۔ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ ''میرا دمہ بڑا مبارک مرض ہے۔ مجھے تہجد کے لئے اٹھا دیتا ہے''۔ گھر میں اہل خانہ کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام رکھتے۔

☆ برطانیہ میں بشیر احمد صاحب آرچرڈ کے احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کی زندگی میں ایسا ہمہ گیر انقلاب آیا کہ جوئے، شراب اور سگریٹ وغیرہ تمام خرابیوں سے توبہ کر کے عبادت الٰہی اور دعاؤں میں لذت پانے لگے۔ وہ کہتے ہیں: ''احمدیت نے مجھے نماز اور دعا کا پابند بنا دیا ہے''۔

☆ لندن کے طاہر ایشون ہندوؤں سے احمدی ہوئے تو ساتھ ہی سگریٹ نوشی اور شراب خوری ترک کر کے باقاعدگی سے نماز پڑھنی شروع کر دی۔

☆ ناروے میں نور احمد صاحب بولستاد نے 16 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی اور ان کی کایا پلٹ گئی۔ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی ان کا شعار بن گئی اور وہ اعزازی مربی بن گئے۔

☆ Mrs. Azizah Walter ہالینڈ کی نہایت مخلص احمدی اور ولیہ تھیں۔ 1950ء میں احمدی ہوئیں، مسجد سے ایک والہانہ تعلق تھا۔ نمازوں کا التزام بہت باقاعدگی کے ساتھ تھا۔ فرماتی تھیں مجھے مسجد آکر سکون قلب حاصل ہوتا ہے۔ مسجد ہیگ کے محراب کی تزئین اور دیواروں پر آیات قرآنی کے قطعات اُنہی کے لکھے ہوئے ہیں۔ بہت دعا گو اور مستجاب الدعوات تھیں۔ بسا اوقات جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو انہیں دعا کی تحریک کی جاتی۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحبؓ بھی بسا اوقات انہیں دعا کے لئے کہتے اور جناب الٰہی سے ان کو قبولیت کی بشارت بھی ملتی۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1988ء میں یورپ و امریکہ کے احمدیوں کو خصوصیت سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے تحریک فرمائی تو نیویارک میں مقیم ایک ڈاکٹر صاحب نے جمعہ کے لئے وقت نکالنا شروع کیا۔ انہوں نے حساب کتاب کر کے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے رزق میں غیر معمولی برکت ڈال دی۔

☆ ایک مقامی امریکن احمدی کی کمپنی ان کو جمعہ کی ادائیگی کے لئے اجازت نہ دیتی تھی۔ اُنہیں ایک رات خواب میں جمعہ کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر تحریک کی گئی تو انہوں نے پھر کمپنی سے درخواست کی کہ مجھے جمعہ کی ادائیگی کے لئے رخصت دی جائے ورنہ میں نوکری چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ ان کو اجازت مل گئی اور وہ باقاعدگی کے ساتھ جمعہ ادا کرتے ہیں۔

☆ امریکہ میں ملکی سطح کے ایک ابھرتے ہوئے نمایاں موسیقار نے احمدیت قبول کی۔ اور احمدیت قبول کرتے ہی میوزک ترک کر دیا اور اس ذریعے سے آنے والی دولت کو ٹھکرا دیا۔ باقاعدگی کے ساتھ نماز تہجد شروع کر دی اور درود شریف کو ورد زبان کر دیا۔

☆ سری لنکا کے محمد لبے اسماعیل صاحب رات کو جلد سو جاتے اور علی الصبح تہجد کے لئے بیدار ہو جاتے اور بہت دیر تک عبادت میں مصروف رہتے۔ عبادات اور دعاؤں میں بہت ہی شغف اور انہماک رکھتے تھے۔

☆ سیرالیون کے قدیمی احمدی پاسعید وبنگورا نماز باجماعت کے علاوہ تہجد گزاری میں بھی ایک نمونہ تھے۔

ہفت روزہ ''بدر'' قادیان کی زینت مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی ایک نظم بعنوان ''مسجدیں اَور بھی بنائیں گے ہم'' سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

دین احمدؐ کا جو آج سالار ہے
تیر ہاتھوں میں اس کے نہ تلوار ہے
ساتھ فوجوں کی کوئی نہ یلغار ہے
ابن منصور کی ایک للکار ہے
ڈنکہ توحید کا اب بجائیں گے ہم
پرچم دین احمدؐ اڑائیں گے ہم
خواب ناصرؒ کی تعبیر بن جائیں گے
زہر نفرت کی اکسیر بن جائیں گے
ہم محبت کی تنویر بن جائیں گے
نئی اُندلُس کی تقدیر بن جائیں گے
اپنا قبضہ دلوں پر جمائیں گے ہم
اھل اُندلُس کو اپنا بنائیں گے ہم

باوجود گھر مسجد سے دور ہونے کے صبح کی نماز کے لئے سب سے پہلے پہنچ کر ایسی بلند اور سریلی آواز سے اذان دیتے کہ سارا علاقہ گونج اٹھتا تھا۔

☆ میاں غلام محمد صاحب بھٹی گرمولہ ورکاں صوم وصلوٰۃ کے بہت پابند تھے۔ نماز بڑے اطمینان اور ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے۔ آپ پر فالج کا حملہ ہوا تو آپ روزہ سے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قدرے صحت عطا فرمائی تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھنا پسند نہ فرماتے۔ اگر کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجبوری کی صورت میں نماز بیٹھ کر پڑھنے کی رعایت دی ہے تو فرماتے کہ جب میں چل پھر سکتا ہوں تو پھر نماز بیٹھ کر پڑھنا بہتر معلوم نہیں ہوتا۔

☆ مکرم چوہدری اسد اللہ باجوہ صاحب اوکاڑہ نماز تہجد اور نماز پنجگانہ بھی التزام کے ساتھ باجماعت ادا کرتے تھے۔ ایک حادثہ میں اُن کی وفات کے بعد اُنہوں نے اپنے بیٹے کو خواب میں بتایا کہ میری نمازوں نے مجھے تندرست بلکہ زندہ بھی کر دیا ہے۔

☆ محبّ پور ضلع خوشاب کے قریشی فضل حسین صاحب نے جب سے ہوش سنبھالا نماز قضا نہیں کی بلکہ بیماری میں اکثر بھول کر دوبارہ پڑھ لیتے۔

☆ مکرم سید ودود احمد ساجد معراجکے ضلع سیالکوٹ کی ڈسپنسری کے انچارج تھے۔ ایک دفعہ تشویشناک حالت میں ایک بچہ کو اس کے والدین شفاخانہ لائے تو مرحوم اسی وقت وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گئے اور اس وقت سجدہ سے سر اٹھایا جب بچہ خطرہ کی حالت سے نکل چکا تھا۔

☆ مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی سلسلہ لکھتے ہیں: اسلام آباد (پاکستان) میں مسجد کے قریب مارکیٹوں میں ہمارے بہت سے احمدی دوست کاروبار کرتے ہیں اور ان میں سے کئی ہیں جو نماز مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ یہی کیفیت ملازمین کی ہے۔ ہمارے یہاں تین دوست ایسے ہیں جن کی ٹیکسی ہے۔ وہ نماز کے وقت سواری سے معذرت کر لیتے ہیں اور نماز ادا کرنے مسجد چلے آتے ہیں۔

☆ داروغہ عبد الحمید خان نہایت نیک متقی اور مستجاب الدعوات اور صاحب کشف و رویا بزرگ تھے، پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد گزار بھی تھے۔ نماز عشاء سے فجر تک وقفہ وقفہ سے نماز اور قرآن کریم کی تلاوت کا سلسلہ جاری رہتا۔

☆ 1984ء میں ایک احمدی طالبعلم منصور احمد صاحب چغتائی نے ملتان بورڈ کے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ ایک قومی اخبار میں اُن کا انٹرویو چھپا جس میں انہوں نے بتایا کہ کامیابی کی خبر سن کر وہ سجدہ میں گر گیا۔ منصور احمد کے والد نے بتایا کہ ان کا بیٹا پانچ وقت کا نمازی ہے۔ ایک سوال کے جواب میں منصور نے بتایا کہ میں استخارہ کے ذریعہ اللہ سے راہنمائی حاصل کروں گا کہ مجھے سائنسدان بننا ہے یا انجینئر۔

☆ مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی اپنے والد چوہدری محمد عبد اللہ صاحب کے متعلق لکھتے ہیں: وہ نمازوں کے تو عاشق تھے ہی لیکن ہم نے کبھی ان کو تہجد میں بھی ناغہ کرتے نہیں دیکھا۔ ساری ساری رات درود، نوافل اور دعاؤں میں گزارتے۔

☆ مکرم مرزا مجیب احمد صاحب اپنے والد فضل کریم صاحب کے متعلق تحریر کرتے ہیں: 1932ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا انہیں تہجد گزار پایا۔ صاحب کشف ورؤیا تھے۔ کوئی اہم کام استخارہ کے بغیر نہ کرتے۔

☆ محترم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب (سرگودھا) کو نماز باجماعت کی ادائیگی میں ہمیشہ التزام رہا۔ ایک دوست کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ کبھی مسجد میں حاضری میں ہم ان سے سبقت لے گئے ہوں۔ ایک دفعہ خود کہنے لگے قادیان میں ایک سال بعد جائزہ لیا تو سال کی ساری نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کی گئی تھیں۔

☆ محترم قریشی نور الحق تنویر صاحب مرحوم مربی سلسلہ عربی کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مصر گئے تو مصر روانگی کے وقت انہوں نے دل میں عہد کیا کہ ہر وقت باوضو رہوں گا اور ہر نماز بروقت ادا کروں گا۔ اُس زمانہ کی ڈائری میں ہر صبح کا آغاز اس فقرہ سے ہوتا ہے کہ خدا کے فضل سے آج بھی تہجد کی توفیق عطا ہوئی۔

☆ محترم چوہدری بشیر احمد صاحب وڑائچ رجوعہ ضلع گجرات 27 سال کی عمر میں ایسے بیمار ہوئے کہ بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔ اسی حالت میں آپ کو خیال آیا کہ اگر میں مر گیا تو اللہ کو کیا جواب دوں گا۔ نیک اعمال میرے پاس نہیں ہیں۔ نماز میں نہیں پڑھتا۔ چنانچہ اس خیال نے آپ کی کایا پلٹ دی۔ آپ نے تہیہ کر لیا کہ اب نہ میں نماز چھوڑوں گا اور نہ ہی نماز تہجد میں ناغہ کروں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے عہد کو آخری دم تک نبھایا۔ پھر احمدیت میں آکر اس لطف میں اَور بھی اضافہ ہوا۔ جب نماز پڑھتے یا نماز تہجد ادا کرتے تو آپ کی سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ روزانہ نماز تہجد کے بعد نماز فجر کے لئے تمام جماعت کو جگاتے اور گھر گھر جا کر دستک دیا کرتے۔

☆ ''بو'' جماعت سیرالیون کے ایک بہت ہی بزرگ اور مخلص دوست پاروجز مرحوم بارش اور ادھیڑ عمری کے باوجود باقاعدہ چھتری لئے ہر نماز پر مسجد آتے۔ یہی کیفیت پانامہ اور پا ابراہیم جالو (مربی مکرم ہارون جالو کے والد) کی ہوا کرتی تھی۔

☆ الحاج زیدی سو کے آف یوگنڈا باوجود ضعیف العمری کے عموماً باجماعت نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوتے تھے اور نماز کے بعد مربی سے عربی سیکھتے تھے۔

☆ ایک جرمن احمدی کہتے ہیں کہ اگر ایک ہفتہ تک اللہ کی راہ میں میری بدقسمت آنکھیں آنسو نہ بہائیں تو مجھے بڑی تکلیف پہنچتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں خاک ہے ان آنکھوں پر جو اللہ کی راہ میں نمناک نہیں ہوتیں۔ اور پھر میرا دل اس غم سے ایسا بھر جاتا ہے کہ عشق خدا ابل ابل کر میری آنکھوں سے برسنے لگتا ہے۔

☆ انگلستان میں ایک پرانے احمدی ''بلال نٹل'' صاحب نے احمدیت قبول کی تو اپنے لئے ''بلال'' نام منتخب کیا اور پھر حضرت بلالؓ ہی کے تتبع میں انہوں نے اذان دینے میں ایک خاص نام پیدا کیا۔

☆ انڈونیشیا کی اخلاقی کیفیت یورپ سے کچھ کم نہیں۔ مگر احمدیت نے احمدیوں کی اقدار اس طرح بدل دی ہیں کہ نئے سال کی رات انڈونیشیا کے احمدیوں میں محاورۃً تہجد کی رات کہلاتی ہے اور ہر مرکز نماز میں تہجد کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے۔

☆ تخت ہزارہ کے شہداء میں عارف محمود صاحب تیرہ چودہ سال کی عمر سے نمازوں میں بہت باقاعدہ تھے اور اسی وجہ سے والدہ نے ان کا نام مسیتڑ رکھا ہوا تھا۔ اسی طرح محترم نذیر احمد صاحب رائے پوری شہید اور ان کے بیٹے عارف محمود صاحب شہید بھی پنجگانہ نماز مسجد میں ادا کرتے اور فارغ وقت بھی وہیں گزارتے تھے۔ تخت ہزارہ کے امیر محترم ماسٹر ناصر احمد صاحب شہید بھی تہجد کے پابند تھے اور حالات جیسے بھی خراب ہوتے، نماز مسجد جا کر ہی پڑھتے۔ ساری ساری رات عبادت کیا کرتے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ نماز اتنی لمبی پڑھتے تھے کہ میں حیران رہ جاتی اور میرے دل میں وہم آتا کہ ایسے لوگ زیادہ دیر دنیا میں نہیں رہتے۔

☆ مولوی محمد صادق صاحب مربی سماٹرا کے بارہ میں دوسری جنگ عظیم کے دوران جاپانی حکومت نے فیصلہ کر لیا تھا کہ انہیں سزائے موت دیدی جائے گی کیونکہ آپ جاپانی جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ نہ مانتے تھے۔ اس پر آپ نے ساری جماعت کو تہجد پڑھنے اور روزے رکھنے کی تلقین کی۔ تیسرے دن ہی آپ کو خواب کے ذریعہ جاپان کی تباہی کی خبر دی گئی۔ بعد میں پتہ چلا کہ آپ کے متعلق فیصلہ ہو چکا تھا کہ آپ کو 24,23 / اگست 1945ء کی رات کو سزائے موت دی جائے گی مگر اللہ تعالیٰ نے چند روز قبل ہی جاپان کو شکست سے دوچار کر کے آپ کو بچا لیا۔

☆ اسی طرح جاوا میں بعض مربیان گرفتار تھے جن کی رہائی کے لئے اور جاپانی حکومت کی تباہی کی معین تاریخیں تک اللہ تعالیٰ نے محترم سید شاہ محمد صاحب کو استخارہ کے نتیجہ میں بتا دیں۔

☆ مکرم ملک اعجاز احمد صاحب شہید وزیر آباد گھر میں بھی نماز باجماعت کا بہت اہتمام رکھتے تھے۔ گھر میں خود نماز باجماعت اور تہجد پڑھاتے تھے۔ رمضان میں تراویح کا اہتمام کرتے۔

☆ حضرت سیدہ ام طاہر کے بچوں خصوصاً امۃ الحکیم بیگم صاحبہ کے بارہ میں (جبکہ ان کی عمر 18 سال تھی) حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں: لڑکا طاہر بہت محبوب ہے۔ مرحومہ (ام طاہر) کی دوسری بچیوں میں بھی نمازوں اور دعاؤں کا خاص شغف ہے مثلاً بڑی صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم سلمہا یاد الٰہی اور دعاگوئی میں قابل رشک نمونہ ہیں۔ نماز تہجد کی پابند ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے سب کام اپنی دعاؤں کے ذریعہ انجام دے لیں گی۔

☆ مکرم سید حسین احمد صاحب مربی سلسلہ اپنی والدہ سیدہ بشریٰ بیگم بنت حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے متعلق تحریر کرتے ہیں: ہم نے امی جان کو کبھی نماز تاخیر سے پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ کی نمازیں دکھاوے سے بالکل عاری تھیں۔ بھری مجلس میں سے خاموشی سے اٹھ کر جاتیں اور گھر کے کسی کونے میں نماز پڑھ کر واپس شامل ہو جاتیں۔ تاکید کرتیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ امر وقت پر نماز کی ادائیگی ہے۔ تہجد میں بہت باقاعدگی تھی۔ نوافل بہت کثرت سے پڑھتیں۔

محترمہ امۃ الکافی عمر صاحبہ انہی کے متعلق لکھتی ہیں: جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہمیشہ اپنے والدین کو تہجد گزار ہی پایا۔ اب آخری سالوں میں تو بہت دفعہ میں نے بے حد لمبی تہجد پڑھتے اور روتے دیکھا۔ ویسے تو اکثر رونے کی آوازیں آتیں لیکن بسا اوقات تو ہنڈیا ابلنے والی آوازیں جواب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔

☆ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کی بیٹی محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ کو نماز اور قرآن سے عشق تھا۔ کہا کرتیں کہ نماز پڑھ لیں تو سارے فکر دور ہو جاتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ سب کام سنور گئے ہیں۔ لجنہ کا کوئی پروگرام ہوتا تو نماز کی امامت آپ ہی کرواتیں۔ ہلکی پھلکی نماز پڑھاتیں لیکن جب آپ تنہائی میں نماز پڑھتیں تو نماز کی طوالت پر رشک آتا۔

☆ مکرم فیض عالم صاحب ڈھاکہ لکھتے ہیں: میری اہلیہ نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد کی بھی عادی تھیں۔ ایک دن انہوں نے نماز تہجد سے پہلے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مصلح موعودؓ تشریف لائے ہیں اور کچھ پڑھ کر اُن کے منہ میں پھونکتے ہیں۔ پھر دریافت فرمایا آجکل کیا دوائی استعمال کرتی ہو۔ انہوں نے عرض کیا: حضور! دعا کرتی ہوں۔ حضور نے جواباً فرمایا: بس یہی دوائی استعمال کرتی چلی جاؤ۔ چنانچہ چند دن بعد ہی شدید بیماری سے شفا ہو گئی۔

☆ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ 12 مئی 1948ء کو تقسیم ہند کے بعد مستقل طور پر قادیان تشریف لے گئے اور وہاں سے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں ایک مفصل مکتوب میں تحریر کیا:

ایک نئی زمین اور نئے آسمان کے آثار نمایاں ہیں۔ ایک تغیر ہے عظیم، اور ایک تبدیلی ہے پاک، جو یہاں کے ہر درویش میں نظر آتی ہے۔ چہرے ان کے چمکتے، آنکھیں ان کی روشن، حوصلے ان کے بلند پائے، نمازوں میں حاضری سو فیصدی، نمازیں نہ صرف رسمی بلکہ خشوع وخضوع سے پُر دیکھنے میں آئیں۔ رقت و سوز یکسوئی وابتہال محسوس ہوا۔ مسجد مبارک دیکھی تو پُر۔ مسجد اقصیٰ دیکھی تو بارونق۔ مقبرہ بہشتی کی نئی مسجد جس کی چھت آسمان اور فرش زمین ہے۔ وہاں گیا تو ذاکرین وعابدین سے بھرپور پائی۔ ناصر آباد کی مسجد ہے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آباد ہے۔ اذان واقامت برابر پنجوقتہ جاری...... مسجد کی یہ آبادی اور رونق دیکھ کر الٰہی بشارت کی یاد سے دل سرور سے بھر گیا۔

انہی درویشوں کا ذکر کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے لکھا: مساجد میں چھ وقت کی نماز (پانچ فرض نمازیں اور ایک تہجد) لوگ اس شوق اور ذوق سے ادا کرتے ہیں کہ خیال ہوتا ہے کہ بچپن سے ہی اس کے عادی ہیں اور نہ صرف مساجد میں بلکہ باہر بھی لوگ زیادہ وقت خاموشی اور ذکر الٰہی میں گزارتے ہیں۔

☆ محترم شیخ محمد یعقوب صاحب چنیوٹی نے درویشی کا عرصہ اس طرح گزارا کہ تہجد کے اولین لمحات میں مسجد مبارک پہنچ جاتے۔ اور صبح کی نماز سے فارغ ہو کر ایسی ترتیل اور سوز کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے کہ ان کے چہرے پر رقت کا تصرف ہوتا تھا۔ ان کے متعلق حضرت مرزا وسیم احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں: انہیں دیکھ کر سادگی، خلوص، عبودیت اور ریاضت کا مفہوم واضح ہوتا تھا۔ اپنے مفوضہ فرائض کے علاوہ ان کے اوقات کا ایک ایک لمحہ ذکر الٰہی میں گزرتا تھا۔ وہ مسجد کی رونق تھے۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday October 07 , 2005 | Issue No. 40

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

فرینکفرٹ میں لائبریری اور کتب کے سٹور کا معائنہ اور موقع پر اہم ہدایات ۔Wabem میں زیر تعمیر مسجد بیت المقیت کا معائنہ اور افراد جماعت سے ملاقات ۔کاسل میں مسجد محمود کے سنگ بنیاد کی تقریب ۔ بیت الظفر میں قیام ۔Hannover میں مسجد بیت السمیع کے سنگ بنیاد کی تقریب ۔ہمبرگ میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال ۔فیملی ملاقاتیں ۔واقفین نو بچوں کی کلاس ۔قضاء بورڈ (جرمنی) اور خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی نیشنل مجالس عاملہ کے ساتھ الگ الگ میٹنگز کا انعقاد، کارکردگی کا جائزہ اور نہایت اہم تفصیلی ہدایات ۔ ہمبرگ ریجن کی واقفات نو بچیوں کے ساتھ کلاس کا انعقاد ۔

(رپورٹ :عبدالماجد طاہر ۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

31/اگست 2005ء بروز بدھ:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں نماز فجر پڑھائی۔

آج پروگرام کے مطابق بیت السبوح فرنکفرٹ سے ہمبرگ کے لئے روانگی تھی ۔راستہ میں رک کر جماعت Wabern میں زیر تعمیر مسجد کے معائنہ اور کاسل اور Niedersach Sen میں مساجد کے سنگ بنیاد کا پروگرام تھا۔

حضور انور اس سفر پر روانہ ہونے کے لئے ساڑھے دس بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے ۔حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے فرنکفرٹ جماعت کے احباب مرد و خواتین صبح سے ہی بیت السبوح میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے ۔اور اپنے پیارے آقا کے دیدار کے منتظر تھے ۔حضور انور نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا ۔حضور انور خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے جنہوں نے شرف زیارت حاصل کیا۔

لائبریری و کتب کے سٹور کا معائنہ

اس کے بعد حضور انور نے نئی قائم ہونے والی لائبریری کا معائنہ فرمایا ۔اس لائبریری میں کتب کے علاوہ پرانی اور نادر تصاویر کی نمائش بھی کی گئی ہے اور بڑے سلیقہ کے ساتھ انہیں ترتیب دیا گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ اس کو بڑے سائز میں نمایاں ہونا چاہئے ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی تصاویر بھی زیادہ تعداد میں ہوں ۔کتاب ... Revelation,Rationality اور کتاب ''شرائط بیعت'' کے جرمن ترجمہ کے بارہ میں حضور انور نے دریافت فرمایا ۔حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جماعت کے مخالفین کا لٹریچر کتنی تعداد میں ہے اور جماعت کے خلاف اعتراضات کا جواب دینے والی کتب کتنی ہیں۔

حضور انور نے اسلام پر اعتراضات کے جواب والی کتب کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا ۔حضور انور نے فرمایا کہ کیٹلاگ ضرور بنائیں ۔نام اور نمبروں کے حساب سے بنائیں ۔جس کیٹلاگ میں اسلام اور احمدیت کے خلاف کتابیں ہوں اُسی میں اعتراضات کا جواب دینے والی کتابیں بھی شامل کریں ۔فرمایا ہر قسم کے علم کے بارہ میں کتابوں کا الگ الگ کیٹلاگ بنائیں۔

حضور انور نے شعبہ اشاعت کے تحت کتب کے سٹور کا بھی معائنہ فرمایا اور کتاب ..Revelation Rationality کے بارہ میں ہدایت فرمائی کہ یہ یہاں بڑی تعداد میں پڑی ہے اس کو کسی دوسری جگہ بھجوا دیا جائے جہاں اس کی ضرورت ہے۔

Wabem میں ورود مسعود مسجد بیت المقیت کا معائنہ اور افراد جماعت سے ملاقات

لائبریری کے معائنہ کے بعد دس بجکر ۴۵ منٹ پر حضور انور نے دعا کروائی اور قافلہ Wabern (ریجن Hessen-Nord) کے لئے روانہ ہوا ۔فرنکفرٹ سے Wabern کا فاصلہ 180 کلومیٹر ہے قریباً ایک گھنٹہ ۴۰ منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ Wabern پہنچے ۔جہاں ریجنل امیر انصر بھٹی صاحب ،مقامی صدر خاور محمود صاحب اور مبلغ سلسلہ منیر منور صاحب نے مقامی جماعت کے ممبران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔

یہاں ''مسجد بیت المقیت'' زیر تعمیر ہے ۔حضور انور نے اس کا معائنہ فرمایا اور تعمیر اور اس مسجد کے ڈیزائن کے تعلق میں منتظمین سے مختلف امور دریافت فرمائے۔

مسجد کے اس پلاٹ کا کل رقبہ 3079 مربع میٹر ہے۔ زیر تعمیر مسجد کا رقبہ 438 مربع میٹر ہے ۔اس مسجد کا ڈیزائن منفرد اہمیت کا حامل ہے ۔اس کی چھت مسجد نصرت جہاں کوپن ھیگن ڈنمارک کی طرح گولائی میں ہوگی ۔ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر جماعت Wabern کے احباب و خواتین کو شرف ملاقات بخشا ۔مختلف فیملیز نے باری باری حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت حاصل کی ۔بچوں نے جہاں حضور انور سے پیار حاصل کیا وہاں حضور انور سے چاکلیٹ بھی حاصل کیں ۔ آج یہاں کی جماعت کا ہر فرد خوشی و مسرت سے معمور تھا ۔ نومبائع عرب اور جرمن فیملیز اپنے بچوں کو اٹھا اٹھا کر حضور انور کے آگے کرتیں ۔حضور انور انہیں پیار کرتے اور اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرتے ۔وفور جذبات سے ماؤں کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے ۔سبھی نے اپنے پیارے آقا کی شفقت ،محبت اور پیار سے غیر معمولی حصہ پایا اور اپنی اس خوش نصیبی پر بہت خوش تھے۔

اس کے بعد حضور انور نے مسجد کے احاطہ میں ایک پودا لگایا ۔بارہ بجکر ۴۵ منٹ پر یہاں سے کاسل (Kassel) کے لئے روانگی ہوئی ۔Webern سے Kassel کا فاصلہ قریباً 30 کلومیٹر ہے۔

کاسل میں ورود مسعود

ایک بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز Kassel پہنچے ریجنل امیر اور ریجنل مبلغ سلسلہ نے مقامی جماعت کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا ۔رنگ برنگے خوبصورت لباس میں ملبوس بچیوں نے استقبالیہ نغمات پیش کئے اور حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

مسجد محمود کے سنگ بنیاد کی تقریب

کاسل (Kassel) میں مسجد محمود کی سنگ بنیاد کی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے اردو ،جرمن ترجمہ کے ساتھ ہوا ۔تلاوت قرآن کریم کے بعد امیر صاحب جرمنی نے کاسل جماعت کی طرف سے حضور انور کا شکریہ ادا کیا کہ حضور انور از راہ شفقت یہاں مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے تشریف لائے ہیں ۔امیر صاحب نے بتایا کہ اس جگہ کا رقبہ ۳۰۰۰ مربع میٹر ہے جو ۳۰ جنوری ۲۰۰۴ء کو خریدا گیا تھا ۔جو مسجد یہاں تعمیر ہوگی اس کا رقبہ ۲۰۷ مربع میٹر ہے اور اس میں ۴۱۰/افراد نماز ادا کر سکیں گے۔

کاسل کی جماعت جرمنی کی پرانی جماعتوں میں سے ہے اور اس جماعت کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہاں عرب، جرمن، افریقن ،ترکی اور دوسری مختلف قومیتوں کے نواحمدی موجود ہیں ۔ گویا جماعت مختلف قومیتوں کے احمدیوں پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مسجد محمود کاسل کے سنگ بنیاد رکھنے کی جگہ پر تشریف لے گئے اور دعا کے ساتھ پہلی اینٹ نصب فرمائی ۔حضور انور کے بعد حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا نے اینٹ رکھی ۔بعد ازاں درج ذیل احباب نے باری باری اینٹیں رکھنے کی سعادت حاصل کی۔

ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن ،ایڈیشنل وکیل المال لندن، مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ ربوہ پاکستان، سید محمود احمد شاہ صاحب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان، شیخ مجیب الرحمان صاحب ایڈوکیٹ (پاکستان)، پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ، امیر صاحب جرمنی، مبلغ انچارج جرمنی، منیر احمد منور ریجنل مبلغ کاسل، ریجنل امیر، ریجنل قائد، ریجنل ناظم علاقہ ،عبدالرحمٰن سعودی صاحب ،ہدایت اللہ ہیوبش صاحب ، قائمقام ریجنل صدر لجنہ اماء اللہ ،صدر جماعت کاسل ،قائد مجلس کاسل Sud، قائد مجلس کاسل Nord، زعیم انصار اللہ کاسل Nord، زعیم انصار اللہ کاسل Sud، صدر لجنہ کاسل Sud، مریم مخطوط صاحبہ جرمن نو مبائع، حسن حسین صاحب ترک مبائع، عبدالوہاب ابراہیم صاحب نمائندہ افریقن ، بروجہ کمال صاحب عرب نو مبائع ، آخر پر دو واقفین نو بچوں عزیزم برھان الدین فیضان صاحب اور عزیزہ ھبۃ الاعلیٰ نے بھی اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل کی۔

اینٹیں رکھے جانے کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی ۔اس کے بعد حضور انور نے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عنایت فرمائے اور مرد احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا ۔اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام احباب مرد و خواتین اور بچوں میں مقامی جماعت کی طرف سے مٹھائی تقسیم کی گئی ۔ یہاں سے آگے روانگی سے قبل مقامی جماعتوں Kassel Nord اور Kassel Sud کی مجالس نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

بیت الظفر میں قیام

اس کے بعد اڑھائی بجے یہاں سے بیت الظفر Immenhausen کے لئے روانگی ہوئی ۔کاسل (Kassel) سے Immenhausen کا فاصلہ ۲۵ کلومیٹر ہے ۔سوا تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الظفر پہنچے ۔جہاں مقامی جماعت کے صدر عبدالمتین عباسی صاحب اور مبلغ سلسلہ منیر احمد منور صاحب اور ریجنل امیر انصر علی بھٹی صاحب نے مقامی جماعت کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا ۔بچیوں نے خیر مقدمی نظمیں پڑھیں ۔ایک بچے عزیزم عمیر احمد صاحب نے حضور انور کی خدمت میں اور عزیزہ شائستہ مبارک نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا کی خدمت میں پھولوں کے گلدستے پیش کیا۔

اس کے بعد حضور انور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے ۔دوپہر کے کھانے کا انتظام یہاں کی مقامی جماعت نے کیا تھا ۔سوا چار بجے حضور انور نے بیت الظفر میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مقامی جماعت کے ممبران کو مصافحہ کا شرف بخشا اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے ۔حضور انور کچھ دیر کے لئے لجنہ کے ہال میں تشریف لے گئے ۔جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا ۔حضور انور نے بچیوں میں چاکلیٹ

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں